سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار

جو حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین سیدنا نورالدین رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی تحریک وارشاد پر حضرت اولو العزم صاحبزادہ ...

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

الحکم

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے۔

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمی دیگر
بہشتی دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

قادیان دار الامان کا رسالہ انوار احمدیہ گورنمنٹ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر ماہ ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ انگریزی کو شایع ہوتا ہے۔

شرح قیمت
جو پیشگی لیجائیگی
عوام سے (عہ)
خواص سے (عہ)
ہندوستان کے باہر سے
غیر مذاہب غیر
مستطیع احباب
سے (عہ)

چیف ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

ایڈیٹر { محمد مبارک اسماعیل بی۔ اے
محمود ابن تراب

چہ گویم با تو آئی چہ در قادیان بینی!!
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی!!

جلد (۱۸) | مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۱۴ء مطابق ۲۲ جمادی الاول ۱۳۳۲ ہجری نبوی صلعم | نمبر ۹/۱۰

حضرت فضل عمر رضؓ خلیفہ ثانی کی خدمات

(نمبر اول)

خلافت یا نبوۃ انسانی تجاویز اور کوششوں کا نتیجہ نہیں ہوا کرتا بلکہ قرآن مجید سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ نبوۃ اور خلافت داد الہی ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور جسے وہ اہل پاتا ہے اس کے سپرد اس امانت کو کر دیتا ہے۔

یہ منصب ظاہر بین اور دنیادار آنکھ اور عقل کے معیار کے موافق کسی خدمت کا نتیجہ نہیں ہوتے۔ یہ جدا امر ہے کہ اس منصب پر ممتاز ہونے والے کے خدمات بھی ہوں۔ اِلّا انبیاء علیہم السلام کی نبوت کا مسئلہ سخت مشکلات میں پڑ جاویگا۔ اور اسی طرح خلافت راشدہ کے سلسلہ میں بعض ایسے بزرگ ملیں گے جنکی خدمات نہایت شاندار اور قربانیاں بینظیر ہیں۔ مگر انہیں خلافت کا منصب نہیں ملا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی عزت و عظمت کے متعلق یہی فرمایا گیا ہے کہ وہ اس بات کا نتیجہ ہے جو انکے دل میں ہے اس سے پایا جاتا ہے کہ بیرونی اعمال اور خدمات ہر چند وہ کچھ بھی ہوں قرب الہی دل سے تعلق رکھتا ہے اور قلب کو عرش اللہ اسی لئے کہا جاتا ہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کی مخالفت آج نہیں بلکہ اُس دن سے شروع ہو گئی تھی۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوا تھا بار بار منکرین خلافت نے بغاوت کی مگر وہ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی قوت قدسی کے باعث نتیجہ خیز نہ ہو سکی۔ آپکی خلافت کے دوران میں ان لوگوں کو یہی فکر رہا کہ کسی نہ کسی طرح آئندہ خلافت کا دروازہ بند کرنا چاہیئے وہ اتنا نہیں جانتے تھے کہ یہ انسانی کام نہیں انہیں نظر آتا تھا کہ تاج خلافت کا سزاوار یہی ہے۔ اس لئے کوششوں اور طاقتوں سے اسکا مقابلہ کیا گیا اگر وہ باہر کسی جلسہ پر جاتا۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح سے کہا جاتا کہ ہم ان کے خادم ہیں یہ مرکز سے نہ نکلیں اور اگر مرکز میں رہ کر کام کریں تو کہا گیا کہ بیکار بیٹھا رہتا ہے غرض مختلف قسم کی کوششیں کی جاتی رہیں اور بالآخر جب دیکھا کہ باوجود ان مخالفتوں کے اسکی قبولیت دن بدن بڑھ رہی ہے اور وہ اپنے علوم اور معرفت میں جلد جلد بڑھ رہا ہے تو یہ سوال پیدا کیا گیا ہے کہ

محمود نے کیا خدمت کی ہے

اس خیال کو بڑے زور اور قوت کے ساتھ پھیلایا گیا۔ چنانچہ منکرین خلافت کے کیمپ سے اب بھی بار بار یہی صدا اٹھتی ہے۔ اور نہایت حسرت وافسوس کے لہجہ میں اٹھتی ہے۔ حضرت فضل عمر رضؓ ایدہ اللہ تعالیٰ باوجود سلسلہ کی بیش قیمت خدمات کے ہمیشہ یہی اعتراف کرتے رہے ہیں اور کرتے ہیں کہ

میں نے کوئی خدمت نہیں کی

اور بار بار یہ فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر میرے حسب حال ہے ؎

لوگ کہتے ہیں کہ نالایق نہیں ہوتا قبول۔
میں تو نالایق بھی ہو کر پا گیا درگاہ میں بار۔

اس نالایقی پر دنیا بھر کی قابلیتیں اور دانشیں نثار ہوں جو خدا تعالیٰ کے فضل کی جاذب ہے۔ دنیا کے کیڑے اور مادی بتوں کے پرستار اس کو نہیں دیکھ سکتے۔ ایسے ہی لوگوں نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ وہ کسی شامی یونیورسٹی کا ڈگری یافتہ نہیں اور انہیں کے خلف تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نعوذ باللہ جاہل کہا اور آج بھی اسی رنگ بو کے مجسمے جو حقیقت و معرفت سے خالی ہیں بول رہے ہیں کہ وہ قابل نہیں۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا

مولانا آپ کا مضمون مندرجہ پیغام ۱۹۱۴ء مورخہ ۱۴- اپریل پڑھکر تعجب بھی ہؤا - اور افسوس بھی - تعجب اسواسطے کہ آپ اپنی تمام پچھلی تحریروں کو یوں بھلا بیٹھے ہو اور افسوس اس وجہ سے ہے کہ آپ خلافت محمودیہ میں ایسے دلایل پیش کرتے ہیں - جو آپ کی اپنی مسلمات کے خلاف ہیں - مولانا آپ تحریر فرماتے ہیں کہ بار بار یہ کہا جاتا ہے کہ ہمیں کیا پرواہ ہے جماعت کے بڑے حصہ نے بیعت کرلی ہے - ایسا کہنے والے بزرگ یہ نہیں سمجھتے کہ اگر بڑا حصہ کر بھی لے تو یہ کوئی بڑی دلیل نہیں ہے کیونکہ انہوں نے سمجھ رکھا ہے کہ ہمارا یہ قدم اُٹھا ہے حضرت مسیح موعود کے وقت میں جماعت کی تعداد چار لاکھ سے اوپر بتائی جاتی تھی پانچ لاکھ تک بھی لوگ کہتے تھے - اب یہ کہنا کہ بڑے حصہ جماعت نے بیعت کرلی ہے اسوقت تک درست نہیں ہو سکتا جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ اور نہیں تو کم از کم ۳- لاکھ نے ہی بیعت کرلی ہے - مولانا! آپ تو عرصہ تک سکرٹری صدر انجمن احمدیہ رہ چکے ہیں اور آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ جماعت کی تعداد کیا تھی - سالانہ جلسہ پر رپورٹ سناتے ہوئے آپنے بارہا جماعت کی تعداد کا اندازہ معمولی چندہ کے ذریعہ کیا گو وہ صحیح نہ ہو لیکن اب آپ مطالبہ کرتے ہیں کہ جب تک کم سے کم تین لاکھ کی تعداد پوری نہ ہو جاوے جماعت کے بڑے حصہ کا دعویٰ محض دل کو خوش کرنیوالا خیال ہی ہوگا - جسکی واقعات ایک ذرہ تائید نہیں کرتے - مولانا! آپ تو عرصہ تک سکرٹری رہ چکے ہیں اب جو سکرٹری ہیں وہ بھی آپ ہی کے آوردہ و پروردہ ہیں - وہ براہ کرم ان فہرستوں کو پیش کریں جو آپنے جماعت کی مردم شماری کیلئے تیار کرائی تھیں اور اگر باوجود انجمن سے تنخواہ پانے کے انکے آپ یہ کام نہیں کر سکتے تو مطالبہ کیوں؟ اگر آپنے جماعتوں اور انجمنوں کی فہرست دے دی تو ابھی آج فیصلہ ہو سکتا ہے - اگر حوصلہ ہے تو اعلان کردو کہ کل کتنی جماعتیں ہیں کتنی بیعت کر چکی ہیں اور کتنی باقی ہیں؟ پھر یہ بھی اس عالمہ آپکو ثابت کرنا ہے کہ جماعت کے بڑے حصہ کا دعویٰ محض دل کو خوش کرنے والا نہیں بلکہ اسکی واقعات بھی بڑے زور سے تائید کرتے ہیں - اس سوال کا حل اور طرح بھی ہو سکتا ہے آخر اس تعداد کے ماننے میں آپکے آپ بھی ہمارے ساتھ متفق ہیں جو پیغام میں چھپے ہیں یعنی پانچ لاکھ اسکو اگر ہم مان لیا جاوے - تو پھر مہربانی کرکے آپ ہی براہ نوازش ان لوگوں کی فہرست شایع کردیں جنہوں نے ابتک بیعت نہیں کی اور منکرین خلافت ہیں؟ - آپ تو تین لاکھ کا مطالبہ کرتے ہیں آپ کم از کم پچاس ہزار ہی منکرین خلافت کی فہرست شایع کردیں جس سے ہر ایک حق پسند خود ہی نتیجہ نکال لیگا اور اس کو بیعت کی عقل کے پیچھے نہ چلنا پڑیگا - اچھا دس ہزار ہی کی بلا دستخط ہی فہرست دیدو؟ مولانا! اپنی قلت کو آپ کئی بار اقرار کرچکے ہیں تین مرتبہ تو ہمارے ایک دوست کو بھی سننے کا اتفاق ہؤا - دو مرتبہ لاہور میں اور ایک مرتبہ سیالکوٹ میں - جہاں آپنے اپنی قلت کی حضرت مسیح کے حواریوں کی قلت سے مشابہت دی مگر اس مشابہت میں ان کے انجام پر نظر نہ کی - مولانا! یہ حواریوں کی حالت کی حقیقت آج کہاں شاید اسی بنا پر لاہور کے ایک جلسہ میں محترم بابو خواجہ صاحب نے یوں کہہ دیا تھا - امید ہے کہ آپ کو خوب یاد ہوگا؟ مولانا! اپنی اس قلت کو اپنی ناکامی کے ثبوت میں کیوں پیش کرتے ہیں تو آپ کیوں اپنے خیال کے مطابق سابقین کی قلت اگر وہ قلت نہیں کو اس نظر استحسان سے نہیں دیکھتے جس نظر سے آپ اپنی قلت کو ادارہ سمجھتے ہیں - مولانا! صاحب کثرت و قلت کا انداز ۱۴- مارچ کو قادیان میں آپ خود مشاہدہ فرما چکے ہیں اور اس کا اقرار بھی کر چکے ہیں تو پھر اس کے خلاف نئے نئے رنگ سے غلط فہمی پھیلانا نہیں معلوم کہاں کا تقویٰ ہے - خیر اگر ان لوگوں کی کثرت کو جنہوں نے حضرت خلیفہ ثانی رضی کی بیعت کی اس وجہ سے کوئی وقعت نہ دیجاوے کہ وہ بزعم منکران یا بالفاظ صاف آپ کے خسر صاحب کی اصطلاح میں جو کہ ایک اصطلاح ہے اور کنگو آدھیں تو کم از کم ممبران صدر انجمن احمدیہ تو اہل الرائے شمار کئے جانے کا حق رکھتے ہیں - سو ان احباب میں سے بھی کثرت انہی لوگوں کی ہے جو حضرت خلیفہ ثانی کی بیعت کرلی - اب اگر ان میں سے چند ممبران گورنمنٹ کے کاغذات میں اہل الرائے رجسٹرڈ ہو چکے ہیں - تو یہ جدا بات ہے - میرے ایک دوست نے متفرق طور پر جناب ڈاکٹر محمد حسین صاحب لاہوری سے بذریعہ خط دریافت کیا تھا کہ وہ مہربانی فرما کر لفظ اہل الرائے کی تشریح کردیں - اور ممکن ہو سکے تو ان سے اہل الرائے کی فہرست پیغام میں شایع کردیں لیکن انہوں نے ایک دن زبانی یہ فرمایا کہ اہل الرائے وہ ہے کہ جو پیر پرست نہ ہو یا دوسرے لفظوں میں جو پہلے پیر پرست تھا وہ اہل الرائے ہے گو کچھ عرصہ خود بھی پیر پرست رہ چکے ہیں - مولانا آپ نے اپنے مضمون میں یہ بات ذہن نشین کرانے کی کوشش کی ہے کہ جماعت کا اعلان حضرت مسیح موعود کی الوصیت اور آپ کی دوسری تحریروں کو پیش نظر رکھ رہے ہیں - حالانکہ یہ واقعات کے خلاف ہے - یہ ایک علیحدہ امر ہے کہ خلافت کی تائید میں جو تحریریں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اخبار الفضل والحق اور الحکم میں نکلی چکی ہیں - وہ آپ کی تسلی کا موجب ہوں اور آپ ان کو رد کریں - لیکن منکران خلافت کیطرح یہ نہیں کہا کہ حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی کی وصیت کو جسے حا ... خود پڑھا - بالکل ہی پس پشت ڈالدیا ہو - مولانا آپ کو یاد ہوگا کہ کسی نے ایک جلسہ میں آپ سے یہ سوال کیا تھا کہ کیا آپ کے خیال مبارک میں وصیت حضرت خلیفۃ المسیح رض الوصیت حضرت مسیح موعود کے مطابق ہے یا مخالف؟ اگر صحیح ہے تب تو معاملہ ہی صاف ہے اور اگر مخالف ہے تو اس صورت میں وہ حضرت خلیفۃ المسیح کی کیا پوزیشن سمجھتے ہیں؟ اگر اس وقت بھی آواز آپ کے گوشگزار نہیں ہوئی تھی تو اپنے نہ سنا ہو تو مہربانی فرما کر اب اسکا جواب تحریر فرما کر مشکور فرماویں؟ ورنہ آپ جبتک حضرت مولوی نورالدین صاحب کو خلیفۃ المسیح مانتے رہینگے انکی وصیت آپ پر حجت ہے؟ بصورت انکار خلیفہ اول - خلافت کا ثبوت الوصیت سے بھی دیدیا جاویگا؟ جیسا کہ پہلے بھی کئی بار بذریعہ اخبار دیدیا جاچکا ہے - مولانا زمانہ کی کیا نیرنگی ہے کبھی یہ وہ چیز تھی جو آپ مرکز سلسلہ احمدیہ کی سچائی میں بطور ثبوت پیش کیا کرتا تھا - اور دعوے سے کہا جاتا تھا کہ ہماری جماعت ایک امام کے ماتحت ہے اور اس کا حیرت انگیز ثبوت خود حضرت میرزا صاحب کی وفات پر کل جماعت میں اتفاق کا قائم رہنا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ ترقی کرنا بتایا جاتا تھا اس کا اب عملی ثبوت کیا عجیب دیا جا رہا ہے - مولانا آپ کو تو کیوں یاد ہوگا میں ہی یاد دلاتا ہوں آپنے ۲۱ جون ۱۹۰۸ء کو لاہور میں ایک تقریر فرمائی تھی جس میں ارشاد فرمایا تھا کہ

اتنا بیان کرچکنے کے بعد میں مختصر سے کہتا ہوں کہ حقیقت ایک جماعت ہو سکیگی اور ایک ہی شیرازہ اور ایک ہی حکم کے ماتحت ہو کے کہ تمام قوم لفظ حکم کا حکم رکھتی ہے - ان کی نظیر نہیں ملیگی ××× مجموعی حیثیت ہی اس جماعت کی نظیر نہ ملیگی ××× نہ پاؤ گے ××× میں خود اپنے دل کو اور اپنے احباب کے دلوں کو دیکھتا ہوں یا پاتا ہوں کہ جس طرح کسی عظیم الشان نعمت کے بعد ایک انشراح اور اطمینان ہوتا ہے - کوئی قبض نہیں کوئی گھبراہٹ نہیں نہ کسی قسم کی تنگی گزری ہے اور نہ ہی تنزل کیا یہ قدرت ثانیہ کی ابتدا نہیں جسکا ہمیں وعدہ دیا گیا تھا ××× ہم علے وجہ البصیرت یقین کرتے ہیں کہ ہم نیکی اور تقویٰ کی راہ پر چل رہے ہیں اور یقیناً یہی ایک خدا کی بتائی ہوئی اور اسکی رضا تک پہونچنے کی راہ ہے ہم اس کو چھوڑ نہیں سکتے اور ترک نہیں کرسکتے - ہمیں دوسری کوئی ایسی جماعت نظر نہیں آتی کہ ہم اس سے قطع تعلق کرکے اس سے وصل کرلیں -

اس تقریر میں جناب نے سلسلہ احمدیہ کو منہاج النبوۃ کے مطابق ثابت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس سلسلہ میں کوئی امر منہاج النبوۃ کے خلاف نہیں - آپ فرماتے ہیں کہ "یاد رکھنا چاہیئے کہ اس جگہ منہاج نبوت کے خلاف کوئی واقعہ نہیں ہؤا جو کسی کے دل میں کسی اعتراض کی جرأت پیش کرتا - میں عموی کہتا ہوں کہ اسے حق کے مخالفو اور سچائی کے دشمنو ہمیں منہاج النبوۃ کے خلاف کوئی امر اس سلسلہ میں بتاؤ تو ہم سب کچھ ترک کردینگے مگر سن لو کہ اس راہ میں قدم ذرا سوچکر رکھنا ایسا نہ ہو کہ تم جو اعتراض کرو وہ خود شریعت اسلام یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہی کے خلاف ہو - قرآن اسلام اور منہاج النبوۃ کو زیر نظر رکھکر زبان کھولنا ×××× پس چونکہ حضرت مرزا صاحب بھی منہاج النبوۃ ہی پر ظاہر ہوئے تھے - لہذا ایک مسلمان کا جو قرآن اور سنت کا پابند ہے یہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اس سلسلہ پر اعتراض کرتے وقت منہاج النبوۃ کو مد نظر رکھ لیا کرے ×××× میں پھر کہتا ہوں کہ منہاج النبوۃ کو ہاتھ سے ہرگز نہ چھوڑا جاوے - اور اگر اس امر کا لحاظ نہ رکھا جاوے تو پھر تمام سلسلہ نبوۃ ہی غلط ٹھیرتا ہے اور کسی ایک نبی کی بھی نبوۃ ثابت کرنی مشکل ہو جاویگی (الحکم ۲۶ جلد ۱۲- مورخہ ۱۸- جولائی)

لیکن اب جناب کا منشاء پایا جاتا ہے کہ چونکہ حضرت مسیح موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مثیل تھے جب ان کے بعد سلسلہ خلافت قایم نہیں ہؤا - تو ان کے مثیل کے بعد سلسلہ خلافت کیسے قایم ہو سکتا ہے مجھکو شبہ ہوتا ہے کہ شاید آپ حضرت صاحب کو مہدی و بروز محمدؐ نہ مانتے ہونگے؟ یہ ہیں تفاوت از راہ کجا تا بہ کجا؟

مولانا! یہ خط لمبا ہو گیا ہے اسلئے جو کچھ عرض کرنا ہے وہ دوسرے خط میں لکھونگا (راقم ایڈیٹر الحکم قادیان)

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت امیر المومنین خدا کے فضل سے ذاتائید سے خدمت دین اور اصلاح قوم کے کام میں مصروف ہیں آپ نے ایک جماعت واعظین اور مبلغین کی تیار کرنے کا انتظام فرمایا ہے جسمیں بعض گریجویٹ اور دوسرے لوگ شامل ہیں - ایک سال کا کورس کہا ہے عنقریب اسکی سکیم وغیرہ تیار ہو کر اس کا اعلان ہونیوالا ہے (۲) حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے اہلبیت خدا کے فضل و کرم سے بعافیت ہیں - صاحبزادہ میاں عبدالحی صاحب اپنے تعلیمی کورس کو پورا کر رہے ہیں - (۳) مولوی صدر الدین صاحب مدرسہ سے علیحدہ ہونا چاہتے ہیں - طلباء نے انہیں رخصتی جلسہ میں ایڈریس دیا اور مناسب وقت طلباء و اساتذہ نے تقریریں کیں - احمدی جماعت کبھی سلسلہ کی ترقی اور اشاعت کو یا کسی صیغہ کی بہتری اور بھلائی کو کسی خاص شخص کی ذات سے وابستہ نہیں کرسکتی - مولوی صدر الدین صاحب نے خود بخود مدرسہ سے قطع تعلق کرنے کا ارادہ کیا ہے - خدا تعالیٰ اسنے بہتر آدمی لائیگا آخر یہ سلسلہ خدا کیطرف سے ہے اور اسکے متعلقہ کام اس کے فضل سے ہو رہے ہیں یہ وقت ہے ہمارے گریجویٹوں کے ایثار اور اخلاص کا عملی ثبوت دینے کا کوئی خدا کا بندہ ہاں کا لعل اپنی زندگی کو مدرسہ کی بہتری کیلئے وقف کرسکنے کیلئے اس قربانگاہ پر آگے بڑھے ہے - (۴) حضرت فاضل امروہی قادیان ہی میں ہیں - آپنے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی دعوی کے وقت ہر قسم کی قربانیاں کیں تھیں - اب ویسی ہی آپ کو بہت سی قربانیاں کرنی پڑی ہیں - مگر خدا تعالیٰ کی رضا پر ہر طرح خوش ہیں (۵) حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے اہل بیت کی ضرورتوں کے انصرام کیلئے حضرت صاحبزادہ صاحب فضل عمر رضی نے ایک کمیٹی بنادی ہے جس میں صاحبزادہ عبدالحی - نواب صاحب اور میاں منظور محمد صاحب شامل ہیں (۶) بہت ہی کم لوگ ہیں جو حلقہ بیعت سے باہر ہیں ورنہ قریباً ہر جگہ کی جماعت نے بیعت کرلی ہے - پشاور شہر - وزیر آباد - بنارس - اور سیالکوٹ شہر کے ایک حصہ میں یہ چپقلش ابھی باقی ہے"

بنگہ ضلع جالندھر:- بنگہ ضلع جالندھر کی جماعت کے سکرٹری میاں رحمت اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ بنگہ میونسپلٹی کی خوش قسمتی ہے کہ اسے لالہ شنداس صاحب جیسا انصاف پسند اور ہردلعزیز پریزیڈنٹ ملا ہے آپ ہندو و مسلمانوں کے معاملات میں یکساں ہمدردی اور توجہ سے کام لیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ رعایا کو فائدہ پہونچے لالہ صاحب سب رجسٹرار بھی ہیں اگر ایسا شخص آنریری مجسٹریٹ بنا دیا جاوے تو بنگہ کے نواح کے لوگوں کو بہت آسانی اور فائدہ پہونچنے کی توقع ہے بلکہ امید ہے کہ ان کے وجود سے مقدمات میں کمی ہو جائیگی جو گورنمنٹ کا بھی منشاء ہے"

جناب مولوی محمد علی صاحب ایم - اے - احمدی اور ان کے ہم خیال اصحاب کے نام :-

کھلی چٹھی

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ میں جو اختلاف ہوا ہے اور جس کے جلد مٹ جانیکی امید تھی۔ افسوس ہے کہ وہ بجائے کم ہونے کے بڑھتا گیا۔ اخبار پیغام صلح مورخہ ۳۱ مارچ سے معلوم ہوا کہ یہ امید خاک میں مل گئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ خواہ کچھ کہیں۔ اور آپ لوگوں کے خیالات خواہ کچھ ہی ہوں مگر آپ مجھے معاف فرماویں مجھے یہ کہنے کیلئے تیار ہوں کہ فتنہ عظیمہ کے بانی مبانی میرے خیال میں آپ صاحبان ہی ہیں جنکے باعث قوم کا شیرازہ ٹوٹ گیا اگر آپ لوگ ذرا صبر کرتے اور اپنی آرزوں کی پیروی نہ کرتے اور تحمل اور بردباری سے کام لیتے تو آج ہمکو یہ روز بد دیکھنا نہ پڑتا۔ میں ایک معمولی آدمی ہوں آپ صاحبان کے سامنے میری کچھ حقیقت نہیں ہے عالم ہوں نہ اہل الرائے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کیساتھ اول روز سے خادمانہ تعلق کا فخر حاصل ہے۔ اور آپ کی صحبت میں بہت رہنے کا اتفاق ہوا ہے (گو میں اس میں بھی آپکی برابری نہیں کر سکتا) آپ کے احکام کی تعمیل میں کبھی پرواہ نہیں کی۔ آج یہ حالت دیکھکر جو دلی اور جسمانی صدمہ مجھے پہنچ رہا ہے اس کا حال خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ میں تو حضرت صاحب کے ہاتھوں بک چکا ہوں۔ آپ کے بعد جنہوں نے دست شفقت ہمارے سر پر رکھا۔ اس نے ہمارے اوپر احسان کیا۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم پر اپنی رحمتوں کا نزول فرماوے جنہوں نے ہماری سرپرستی کی۔ اب صاحبزادہ صاحب حضرت میاں بشیرالدین محمود احمد صاحب نے بھی ہمارے سر پر ہاتھ رکھا تو ہمکو انکا بھی احسان مند ہونا چاہئیے میں اس وقت کسی بحث مباحثہ میں نہیں پڑنا چاہتا اور نہ میں اپنے آپ کو اس قابل سمجھتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ × × × × × × × × × ×

× × × × × × × × × × × × × × × × ×

× × × × × × × × × × × - آپنے جو مجلس شوریٰ منعقد فرمائی وہ بھی غلطی سے خالی نہ تھی۔ اور تعجیل سے کام لیا گیا۔ آپ صدر انجمن جسکی ماتحت صدہا مقامی انجمنیں ہیں۔ کیا آپ نے اس مجلس شوریٰ میں ان کو مدعو کیا؟ اور انسے مشورہ کیا؟ ان کو اطلاع دی؟ ضرورت تھی کہ آپ کشادہ دلی کے ساتھ اپنی آرزوں کو بالائے طاق رکھکر تمام انجمنوں کو باقاعدہ انعقاد مجلس شوریٰ کی اطلاع دیتے۔ اور ان کے پریزیڈنٹ سکرٹری کو مدعو کرتے جو کچھ اس مجلس شوریٰ میں طے پاتا وہ واپس جاکر اپنی مقامی انجمنوں میں پیش کرتے۔ اور نتیجہ سے آپ کو اطلاع دیتے۔ پھر ایک رائے قائم ہو جاتی اور یہ رائے قوم کی متفقہ رائے ہوتی؟ اب آپ سوچ لیں کہ آپنے ایسا کیا؟ ہرگز نہیں۔ آپنے اپنے چند اشخاص کی رائے کے مقابلہ میں کسی کی پرواہ نہیں کی اور اپنے چند ہمخیال اصحاب کو جمع کر کے مجلس شوریٰ منعقد کر لی۔ اور ریزولیشن پاس کر لئے۔ کیا یہ مجلس شوریٰ احمدی سلسلہ کی ہو سکتی ہے؟ کیا جو ریزولیشن اس میں پاس ہو گئے ہیں۔ وہ احمدی جماعت کیطرف سے ہو سکتے ہیں؟ جو انجمن اشاعت اسلام آپنے قائم کی ہے یہ احمدیوں کیطرف سے ہو سکتی ہے؟ اگر آپ کی مجلس نے وفد بخدمت جناب میاں صاحب بھیجنا تجویز کیا تھا۔ پہلے تو یہ ضروری تھا کہ ایسی مجلس شوریٰ قائم ہو کر جسکا تذکرہ میں نے کیا ہے اگر تجویز ہوتا تو پھر وفد بھی جاتا۔ اور اس میں ماتحت انجمنوں کے پریزیڈنٹ یا سکرٹری شامل ہوتے اور یقیناً حضرت صاحبزادہ صاحب وفد کو باریابی کی اجازت دیتے۔ پھر اس وفد میں ضرورت تھی کہ مولوی محمد علی صاحب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب۔ شیخ رحمت اللہ صاحب خود جاتے اور عرض کرتے۔ اور جبکہ یہ بھی نہیں ہوا۔ تو انہی اشخاص کو بھیجدیا جاتا جنکو جناب ممدوح نے اجازت دی تھی۔ میرے خیال میں تو محض سید حامد شاہ صاحب ہی کافی تھے۔ جو حضرت صاحب کے سابقین خادمان میں سے ہیں۔ انہوں نے وہ زمانہ دیکھا ہے جو بعد والوں کو نصیب نہیں ہوا وہ نہایت عمدگی سے جملہ امور متنازعہ کو طے کرتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ابتدا سے بہت سی غلطیاں ہوتی رہی ہیں۔ اور اپنے خیالات اور آرزو کی پیروی ہوتی رہی ہے۔ میرے خیال میں انجمن اشاعت اسلام کے تقرر میں بہت جلدی کیگئی ہے۔ کیا جو صدر انجمن پہلے سے ہے اسکی یہ غرض نہیں؟ اور جناب میاں صاحب نے فرما دیا ہے کہ ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں؟ جہانتک میں نے سنا ہے جناب میاں صاحب نے ہرگز ہرگز ایسا نہیں فرمایا۔ جناب میاں صاحب تو یہاں تک بھی راضی ہیں کہ اس خاص مسئلہ میں اپنے عقیدہ پر رہو مگر قوم کے شیرازہ کو پراگندہ نہ کرو۔ مگر آپ صاحبان اس پر بھی راضی نہیں اور فرماتے ہیں کہ بصورت اختلاف عقیدہ ہم بیعت نہیں کر سکتے۔ میں آپ کو جناب مولوی محمد احسن صاحب کے اس عربی خط کیطرف توجہ دلاتا ہوں۔ جو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد لکھا۔ جس میں لکھا ہے کہ میں نے بیعت کر لی ہے اور میں آپ کو ایسا ایسا سمجھتا ہوں۔ مگر بعض آیات قرآن مجید کی تفسیر میں میرا آپ سے اتفاق نہیں۔ حضرت میاں صاحب۔ آپ اور سب احمدیوں کو اس عقیدہ پر جمع کرنا چاہتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا۔ نہ ایک انچ آگے نہ پیچھے جو دعویٰ حضرت مسیح موعود نے کیا وہی منوانا چاہتے ہیں۔ اور بس۔ اور اشاعت اسلام کا کام جس طریق پر پہلے جاری ہے اس میں فی الحال کوئی دخل نہیں۔ صدر انجمن میں کوئی ترمیم کا ارادہ معلوم نہیں ہوتا پہلے ہی بحیثیت پریزیڈنٹ صدر انجمن ہونے کے وہ جملہ ممبران پر فوقیت رکھتے تھے۔ اور آپ میاں صاحب کو اپنا اور قوم کا امیر تسلیم فرمانے کو تیار بھی ہیں۔ پھر میں سمجھ نہیں سکا۔ اب کیا بات باقی رہ گئی ہے۔ پھر میں عرض کرتا ہوں کہ آپ کیوں اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنانا چاہتے ہیں۔ صدر انجمن موجود ہے کسی نے آپکو اس میں کام کرنے سے نہیں روکا۔ مجلس شوریٰ اگر باقاعدہ کرنی ہے۔ تو ماتحت انجمنوں کو آپ شامل کریں ورنہ یہ مجلس شوریٰ جو آپنے کی آپکی ذاتی ہے نہ کہ سلسلہ کی؟ مجھے خیال گذرتا ہے کہ آپنے خواجہ کمال الدین صاحب سے بھی غالباً مشورہ نہیں کیا جو شاید ممکن نہ تھا۔ آخر میں آپ صاحبان سے عرض کرتا ہوں کہ خدا کے واسطے دوبارہ غور کرو اور وہ راہ اختیار کرو جس میں یہ فتنہ فرو ہو۔ اور قوم کو کلمہ واحد پر جمع کرنیکی کوشش کرو۔ حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم نے سچ فرمایا کہ (یاد رکھو کہ ساری خوبیاں وحدت میں ہیں جسکا کوئی رئیس نہیں وہ مر چکی ہے)

مولانا! مجھو ری جو آپ کو کرنا چاہئیے تھا۔ اور جسکی میں نے تائید کی ہے اس میں تو فقط یہ طے کرنا تھا۔ کہ کیا حضرت صاحبزادہ صاحب سے یہ جزوی اختلاف رکھکر ہم کو بیعت کر لینے میں حرج تو نہیں؟ اور کیا صاحبزادہ صاحب اس کو قبول کر لینگے؟

وفد کے بھیجنے کی بھی اصل غرض یہی ہونی چاہئیے تھی مگر افسوس ہے آپ لوگوں نے راہ ترکستان اختیار کر لی۔ وحدت کیلئے خلیفہ کی ضرورت ہے۔ انجمنوں کے ذریعہ سے وحدت نہیں رہ سکتی اور منہاج نبوۃ پر جو سلسلے ہوں وہ انجمنوں کے طریق پر چل نہیں سکتے۔ کیونکہ خدا ایک شخص کو مامور کر کے بھیجتا ہے اس نے کبھی کسی انجمن کو نبی نہیں بنایا۔

بہرحال آپ خدا کیلئے اس حبل اللہ سے الگ نہ رہو تم اس کے دامن کیساتھ وابستہ ہو جاؤ۔ اس میں خیر و برکت ہے۔

(آپکا نیازمند حبیب الرحمان از حاجی پورہ)

جنازہ غائب پڑھا دے۔ مولوی عبدالرحمن صاحب خاکی سکینڈ ماسٹر مڈل سکول خانقاہ ڈوگراں کی والد صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ احباب جنازہ غائب پڑھ دیں۔

یہ سنت اللہ کے نیچے ہوتا ہے جو کچھ کہ ہم مشاہدہ کر رہے ہیں۔ غرض حضرت فضل عمرؓ کی پرستی ہوئی جو تحریک ہے ایک عرصہ پہلے یہ بحث اٹھادی کہ اس نے کوئی خدمت نہیں کی۔ مگر میں بتاؤنگا کہ اسکی شاندار خدمات کی کوئی نظیر نہیں ملسکتی؟ معترضین کو اللہ تعالیٰ نے ہر رنگ میں شرمندہ کیا ہے اور وہ بول نہیں سکتے؟ وہ اپنے اس حربہ کو بھی خالی اور بے اثر دیکھیں گے۔

یہ سوال بہت عرصہ پہلے اٹھایا جاچکا ہے۔ اور ایڈیٹر الحکم نے اس پر لکھنے کا ارادہ بھی کیا تھا۔ اور اس سلسلہ مضامین کا پہلا نمبر شایع کر دیا تھا۔ مگر اس کے بعد کچھ ایسے حالات پیش آگئے کہ اسوقت تک مجھے خاموش رہنا پڑا۔

میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے اپنے فضل سے مجھے وہ آنکھ دی تھی جو شاید تھوڑوں کو ملی ہوگی۔ میں اسوقت بھی وہی دیکھتا تھا جو آج سب دیکھ رہے ہیں۔ اس پاک وجود کی اٹھان اور اس کی طبیعت کی افتاد ایسی واقع ہوئی تھی کہ تھوڑے سے غور سے سمجھ میں آجاتا تھا کہ

یہ کوئی عظیم الشان وجود ہے

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے سلسلہ کی جو خدمات کی ہیں وہ محض رضائے الٰہی کیلئے مدح وذم کے خیالات سے بہت پرے جاکر کی ہیں لیکن اگر یہ سوال نہ اٹھایا جاتا تو شاید ضرورت نہ ہوتی کہ میں ان کا اظہار کرتا۔ اب جبکہ اس پر زور دیا جاتا ہے تو میں گناہ سمجھتا ہوں کہ صاحبزادہ صاحب کے کاموں کے ایک چشم دید گواہ کی حیثیت سے میں اس شہادت کو ادا نہ کروں۔ اس لئے میں کھولکر بیان کرنے کی توفیق چاہتا ہوں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمات کا خلاصہ ایک فقرہ میں بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔ کہ

وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی شاندار عمارت کے ایک ستون ہیں اور سلسلہ کی اس وقت کوئی بڑی تحریک نہیں۔ جو ان کے ذریعہ زندہ نہ ہوئی ہو

میرے اس کلام میں کوئی مبالغہ نہیں بلکہ واقعات کی روشنی میں یہ صداقت عیاں ہو جائے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سلسلہ نہیں۔ بلکہ اسلام کی کل عمارت جس لانظیر اور مستحکم چٹان پر کھڑی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جلالی اور جمالی تجلیات کے مظاہر یا نشانات ہیں۔ سلسلہ نبوت کی صداقت کا معیار ہمیشہ وہ فوق العادت پیشگوئیاں ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی مجید کتاب ان جلیل الشان نشانات سے بھری ہوئی ہے۔ اس زمانہ الحاد و دہریت میں جبکہ مادہ پرستی زوروں پر ہے اور نبوۃ تو درکنار خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لانا عجائبات میں داخل ہوگیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے احمدؑ قادیانی علیہ الصلوۃ والسلام کو بھیجکر

نبوۃ کے مسئلہ کو زندہ کیا!

اور قاہرانہ پیشگوئیوں کے ذریعہ ایمان بالنبوۃ کی حقیقت کو کھولا ان بیشمار نشانات میں سے جو کامل نبوۃ کا رنگ رکھتی ہیں ایک عظیم الشان نشان ہیں اور

حضرت میرزا محمودؓ ہیں!

پس آپ کا وجود۔ گوشت۔ پوست۔ جب اسلام کی زندہ بولتی ہوئی شہادت ہے اور اسلام کے احیاء کا ثبوت ہے تو اگر آپ سے کوئی خدمت بھی سلسلہ کی نہ ہوتی تو یہ کیا کم نشان تھا کہ آپ آیۃ اللہ ہیں۔ اور آیۃ اللہ کا منکر یا مکذب کبھی مومن نہیں ہوسکتا؟

حضرت صاحبزادہ صاحب کا وجود جیسا کہ ایک پیشگوئی کے ماتحت حجۃ اللہ اور برہان ہے اسی طرح آپ کے عظیم الشان کاموں کی بنیاد بھی پیشگوئیوں کے ذریعہ رکھی گئی۔ ان پیشگوئیوں کو پڑھ کر جنکا ذکر میں ابھی کرونگا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا۔ کہ کوئی وقت آئیگا جو اس قسم کے سوالات ہوں گے! کہ محمودؓ نے کیا کیا؟ اس لئے قبل از وقت اس کے شاندار کاموں کیطرف اشارہ کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور مرسل حضرت احمدؑ قادیانی علیہ السلام کو فرمایا کہ **اس کیساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کیساتھ آئیگا** پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اسکا محمودؓ اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی ہے اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمرؓ ظاہر کیا گیا (سبز اشتہار صفحہ ۲۱)

مصلح موعود جس کو قرار دیا گیا ہو۔ جسکی آمد فضل کو لیکر آنیوالی ہو۔ اس کی شان اور اس کا کام اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ ایک قوم کی اصلاح کا ارادہ کیا ہے۔ اور یہ واقعات بتائیں گے کہ اس نوجوان نے اصلاح قوم کا کیا کام کیا ہے؟ یہ عجیب بات ہے کہ حضرت محمودؓ کے کاموں میں اصلاح ہی کا اثر پایا جاتا ہے وہ کام اپنے اندر تاسیسی رنگ نہیں رکھتے اور یہ ہے بھی سچ کہ اکملت لکم دینکم کے بعد تاسیسی رنگ ہو ہی نہیں سکتا۔ ہاں اصلاح و تجدید ہوسکتی ہے۔ اور وہ اس نوجوان کے کاموں میں نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔

پھر اسی سبز اشتہار میں حضرت مسیح موعود نے اس وقت جبکہ ابھی اس سلسلہ کا بنیادی پتھر نہیں رکھا گیا تھا۔ بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ اسی اشتہار کے ساتھ سلسلہ کی بنیاد رکھی گئی) صاف طور پر لکھا کہ **دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے تا ان کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجاویں اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بناکر نجات پاجائیں۔ سو خدا نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ یہ دونوں شق ظہور میں آجاویں** پس اس نے قسم اول کے انزال رحمت کیلئے بشیر کو بھیجا کہ بشر الصابرین کا سامان مومنوں کیلئے تیار کرکے اپنی بشیریت کا مفہوم پورا کرے سو وہ ہزاروں مومنوں کیلئے جو اسکی موت کے غم میں محض للہ شریک ہوئے بطور فرط کے ہوکر خدا تعالیٰ کیطرف سے ان کا شفیع ٹھہر گیا اور اندر ہی اندر بہت سی برکتیں ان کو پہنچا گیا۔ اور یہ بات کھلی کھلی الہام الٰہی نے ظاہر کردی کہ بشیر جو فوت ہوگیا ہے۔ وہ بے فائدہ نہیں آیا تھا۔ بلکہ اس کی موت ان سب لوگوں کی زندگی کا موجب ہوگی۔ جنہوں نے محض للہ اسکی موت سے غم کیا اور اس ابتلاء کی برداشت کر گئے کہ جو اس کی موت سے ظہور میں آیا۔ غرض بشیر ہزاروں صابرین و صادقین کیلئے ایک شفیع کیطرح پیدا ہوا تھا۔ اور اس پاک آنیوالے اور پاک جانیوالے کی موت ان سب مومنوں کے گناہوں کا کفارہ ہوگی۔

اور دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہمنے بیان کی ہے اسکی تکمیل کیلئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجیگا جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۰-جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اس کے بارہ میں پیشگوئی کیگئی ہے اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا ہے کہ ایک **دوسرا بشیر تمہیں دیا جائیگا۔ جس کا نام محمود بھی ہے اور وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا**

(سبز اشتہار صفحہ ۱۷)

حضرت مسیح موعود نے اللہ تعالیٰ کے اعلام والہام کے ماتحت جب اس کی بنیاد رکھی۔ اس وقت یہ اعلان بھی کردیا تھا کہ اولوالعزم محمودؓ کی پیدائش انزال رحمت کا ذریعہ ہوگی اور اس کی آمد ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے تا اس کی اقتداء اور ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجاویں! پس اس کا وجود محض ایک آیت ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس رنگ میں بھیجا ہے۔ جس رنگ میں اللہ تعالیٰ کے نبی اور خلفاء آتے ہیں کہ انکی اقتدا کیجائے۔ یہ میرے الفاظ نہیں میرے خیالات کا نتیجہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جو تمہارا امام اور مسیح اور مہدی تھا یہی ظاہر کیا۔ اور اب اس آنے والے کا نام محمودؓ اولوالعزم رکھا یہ تو نوشتہ آسمانی ہے کسی ہاتھ اور قلم کی طاقت نہیں کہ اسے مٹا سکے۔ پس جبکہ ابھی محمودؓ پیدا نہ ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس کے متعلق الہامی کلام میں ظاہر کیا کہ وہ اولوالعزم صاحب صلاح اور صاحب اقتداء ہوگا۔ تو اب کون ہے جو اس نوشتہ کو بدل دے وہ ائمہ و اولیاء اور خلفاء کی فطرت لیکر آیا ہے۔ اصلاح کیلئے آیا ہے۔ اسی سے اسکے کام کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ یہاں تک تو حسن ظن سے کام لینے والوں کیلئے مفید ہوسکتا ہے وہ جو خدا کے مسیح اور مہدی پر ایمان لاتے اور ان نشانات اور آیات کے سامنے سر جھکاتے ہیں جو اس برگزیدہ پر ظاہر ہوئیں۔ اگر کوئی کام اولوالعزم محمودؓ سے ظاہر نہ ہوا ہوتا تو بھی خدا تعالیٰ کا یہ کلام ہمارے ایمان کیلئے مفید ہوسکتا تھا۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ واقعات بھی اس کے مؤید ہیں۔ ان عظیم الشان کاموں میں سے جو حضرت اولوالعزم نے احیاء و بقاء سلسلہ کیلئے کئے ہیں میں سب سے پہلے یہ بتلانا چاہتا ہوں۔ کہ

وہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے زندہ رکھنے والے ہیں اگرچہ تاریخی ترتیب کے لحاظ سے مجھے آپکے اس کام پر دوسرے نمبر میں بحث کرنی چاہیئے تھی۔ اور پہلے نمبر پر انجمن تشحیذ الاذہان کا ذکر کرنا چاہیئے تھا۔ مگر میں تاریخی ترتیب کا لحاظ نہ کرکے سب سے اول مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق بحث کرنا چاہتا ہوں۔ کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے احیاء اور بقاء کا موجب حضرت مرزا محمود احمد صاحب ہیں۔ یہ بے انصافی ہوگی اور ایک تاریخی امر کو چھوڑ دینا ہوگا اگر میں یہ ظاہر نہ کروں کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے اجراء و قیام کے حضرت خلیفۃ المسیح محرک تھے اور اس لحاظ سے اگر انہیں

اس مدرسہ کا موسس کہا جاوے تو بالکل جائز اور درست ہے اور جب مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق وہ عظیم الشان اور حیرت انگیز انقلاب ہونیوالا تھا اس وقت بھی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ہی اکیلا شخص تھا جس نے مدرسہ کے بقاء کے لئے زبان کو جنبش دی - اس خواہش کو پورا کرنے میں سرگرم اور اکیلا موید بھی نوجوان تھا - جسکے متعلق آج کہا جاتا ہے کہ اس نے کیا خدمت کی ؟ مدرسہ تعلیم الاسلام سے نکلنے والی نسلیں کبھی اس اولوالعزم کے احسانات سے عہدہ برا نہیں ہو سکتی ہیں۔ جس نے اس مدرسہ کو از سر نو زندہ کیا ورنہ وہ ساعت ایسی تھی کہ قوم کے چھوٹے بڑے یہانتک کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی قریباً اپنی رائے اس مدرسہ کو ایک خاص دینی مدرسہ کی صورت میں بدل دینے پر متفق ہو گئے تھے۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جنکو ان حالات کا پورا علم نہیں ہے اسلئے جب تک ان تاریخی واقعات اور حالات سے وہ گذر نہ جائیں اس کام کی اہمیت اور عظمت کا پتہ نہیں لگ سکتا اسلئے بہتر ہو گا کہ میں ان ایام کے حالات سے ناظرین کو آگاہ کروں اور بھولی ہوئی باتیں انہیں یاد دلاؤں - ان حالات کو پڑھ لینے کے بعد ناظرین کو معلوم ہو گا کہ اس وقت مدرسہ تعلیم الاسلام کا خاتمہ ہو چکا تھا - اور تمام بزرگان قوم بجز حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے اور حضرت صاحبزادہ صاحب میرزا محمود احمد کے اسبات پر تلے ہوئے تھے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کو بند کر دیں اسے بالکل غیر ضروری غیر مفید اغراض سلسلہ کیلئے بے تعلق سمجھ لیا گیا تھا - اس حالت میں اس بچہ نے (جو ان ایام میں بچہ ہی تھا) اپنے نازک ہاتھوں کو اس انسٹیٹیوشن کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کے بچانے کیلئے حرکت دی اسکی آنکھوں نے اسوقت یہ دیکھا جو ہم آج دیکھ رہے ہیں جن لوگوں کے ہاتھوں میں تدبیر و انتظام کی باگ تھی - وہ اس نتیجہ پر متفق ہو چکے تھے کہ مدرسہ کی ضرورت نہیں - لیکن آج اسی مدرسہ کے تعلیم یافتہ لنڈن - مصر میں تبلیغ و تعلیم کیلئے جا رہے ہیں - پس مدرسہ کی اس زیست پر خلیفۃ المسیح کے بعد اگر کسی وجود کا احسان ہے تو

وہ صاحبزادہ مرزا محمود احمد ہے!

آیندہ نمبر میں انشاء اللہ تعالیٰ میں وہ حالات دکھاؤنگا جن میں اس وقت مدرسہ گذر رہا تھا +

ان حالات کو پڑھ لینے کے بعد معلوم ہو سکیگا کہ یہ خدمت کیسی شاندار اور مستقل خدمت ہے۔ میں پھر ایکبار اس وہم کا ازالہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت فضل عمرؓ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی خلافت ان خدمات کا نتیجہ ہم قرار نہیں دیتے بلکہ خلافت تو ایک داد الٰہی ہے جیسے قرآن مجید میں فرمایا ہے اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ

کسی وجود کو اللہ تعالیٰ کا منتخب کر لینا ہی اس امر کی دلیل ہوتی ہے کہ وہی اور وہی اس منصب کے لائق ہے اور دوسرا کوئی وجود ایسا نہیں جسے اس مقصد کیلئے اللہ تعالیٰ منتخب کرتا - پس جب خدا تعالیٰ کا کام اس امر کی شہادت دیتا ہے - پھر اس پر اعتراض کرنا کسی سعادتمند کا کام نہیں - حضرت مسیح موعود کی خلافت پر ایک اعتراض کرنیوالے کو ایک مرتبہ ہمارے مکرم مخدوم میر حامد شاہ صاحب نے خطاب کر کے کہا تھا -

خلیفہ بن کے آیا ہے یہ آدم -
مقابل میں نہ بن شیطان سعدی -

ہر خلیفہ اپنے وقت کا ایک آدم ہی ہوتا ہے - اس کی مخالفت کبھی اتمام حجت کے بعد رشد اور سعادت کا نتیجہ نہیں ہوا کرتی +

کلمات طیبات یا حضرت فضل عمرؓ کے ملفوظات

حضرت خلیفہ ثانی آجکل علی العموم احباب کو نمازوں کے علاوہ تین موقع ایسے دیتے ہیں کہ وہ حاضر ہو کر استفادہ کر سکیں ۹ بجے کے بعد قریباً ۱۱ بجے تک تشریف رکھتے ہیں - اس عرصہ میں آپ ڈاک پڑھتے ہیں - پھر ظہر و عصر کے درمیان بھی ایک موقعہ ملتا ہے - پشاور سے ایک عیسائی آیا ہوا ہے اس سے مذاکرہ ہوتا رہتا ہے۔

پھر بعد مغرب عشاء کے قریب تک تشریف رکھتے ہیں اور اپنے کلمات طیبات سے ہماری تربیت فرماتے ہیں ان اوقات کی ڈائری میں سے کچھ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں (ایڈیٹر)

(دربار شام ۸ - اپریل ۱۹۱۴ء)

شام میں تبلیغ

فرمایا :- شام میں تبلیغ سلسلہ کیلئے ایک انجمن کی تجویز ہو رہی ہے - اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ملک شام میں تبلیغ کیلئے آسانی ہو جائیگی - حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی لکھا ہے کہ آپ کا کوئی خلیفہ وہاں جائیگا - میرا ارادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو مدینہ جاؤں اسی سفر میں یہ بھی پورا ہو جائیگا - اس وقت تحریک شروع ہو گئی ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو پھیلائیگا - اور بڑھائیگا -

بلاد اسلامیہ میں تبلیغ کا پہلا قدم

ناظرین کو معلوم ہے - کہ حضرت فضل عمر رضی اللہ عنہ نے مصر میں دو نوجوان بہ تکمیل تعلیم عربی اور ضمناً تبلیغ سلسلہ کیلئے بھیج رکھے ہیں جو کھلے کھلے طور پر احمدیت کی تبلیغ کرتے ہیں جب انہیں موقعہ ملتا ہے اور اس تبلیغ کے نیک نتایج بھی ظاہر ہونے لگے ہیں - اب حضرت خلیفہ ثانی نے ان ملکوں کیلئے جہاں عربی بولی جاتی ہے اور سمجھی جاتی ہے - ایک ٹریکٹ عربی میں لکھا ہے جسکا نام ہے (الدین الحیّ) (زندہ مذہب) وہ مصر میں شایع کیا گیا ہے - اور وہاں کے اخبارات میں اس پر ذکر چھڑا ہے - اس پر فرمایا :-

مصر میں میں نے ایک ٹریکٹ شایع کیا ہے - اس پر مصر کے ایک اخبار نے مخالفت کی ہے - یہ بڑی خوشی کی بات ہے کیونکہ اس سے لوگوں کو توجہ ہو گی - اور ہمیں اور لکھنے کی تحریک ہو گی - ہم تو چاہتے ہیں کہ مصری اخبارات ذکر کریں خواہ گالیاں ہی دیں - یہ ایک ذریعہ ہے لوگوں کی توجہ کا - انہیں خیال ہوتا ہے کہ اس چیز کو دیکھنا چاہیئے - جسکی اسقدر مخالفت ہوتی ہے

مخالفت بھی تبلیغ کا موجب ہو جاتی ہے

ایک شاعر کہتا ہے کہ میرے ساتھ بڑی بدسلوکی ہوئی - کسی نے پوچھا کہ کیا ؟ تمہاری قدر نہیں ہوئی - اس نے کہا قدر کی بات میں نہیں کہتا - پھر پوچھا کہ کیا گالیاں دیں کہا نہیں - میرا ذکر ہی نہیں کیا - اسی طرح میں تو چاہتا ہوں کہ وہ سلسلہ کا ذکر کریں - کسی طرح کریں - مخالفت کریں اور بیشک بڑے زور سے کریں - کیونکہ مخالفت ہی سے تو نشان ظاہر ہوتے ہیں - جسقدر مخالفت ہو گی اسی قدر مجاہدہ کا موقعہ ملتا ہے - دعاؤں کی توفیق ملتی ہے - حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ سارا قرآن مجید مخالفت ہی کے سبب اترا - جس قدر مخالفت ہوتی تھی اللہ تعالیٰ اپنی زبردست پیشگوئیوں اور نشانات کے ذریعہ حجت پوری کرتا تھا - جبدن مخالفت ختم ہو گئی قرآن مجید کا نزول بھی ختم ہو گیا -

اس لحاظ سے دشمنوں کا وجود بھی ہمارے لئے ایک مفید چیز ہو جاتا ہے پس جس جس قدر مخالفت تیز ہو گی اسی قدر اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت آئے گی - اور یہ سلسلہ پھیلے گا -

ہمارے سلسلہ کی جسقدر مخالفت ہو گی اسی قدر اسکی ترقی ہو گی - مولوی ثناء اللہ کے متعلق ایک الہام ہے - اگر یہ مقدمہ دایر نہ ہوتا میں بھی سمجھتا ہوں کہ اس کی مخالفت سلسلہ کی اشاعت کا ذریعہ ہے حضرت صاحب سے اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا ہے وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا - اب آپ کے اتباع کو آپ کے کافروں پر جو غلبہ اور فوقیت حاصل ہو گی یہ بتاتی ہے کہ مخالفت اور انکار ہوتا رہیگا -

یہاں حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے عرض کیا کہ حق و باطل کے مقابلہ ہی سے حقیقت کھلتی ہے - حضرت صاحب نے فرمایا ہے

گر نہ بودے در مقابل روئے مکروہ وسیاہ
کے شدے ظاہر جمال شاہد گلفام را

اس پر حضرت خلیفہ ثانی نے فرمایا :-

مقابلہ ہی تو ایک ایسی چیز ہے جس سے حق کی قدر ظاہر ہوتی ہے قرآن مجید میں سورۃ دہر میں جو انسان کی پیدایش کا ذکر کیا ہے - اس میں تصریح کر دی ہے اما شاکرا و اما کفورا ؕ

ایک سوال کا جواب

کسی نے سوال کیا کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ شیطان خون کی رگ میں بھی پھرتا ہے اس کا کیا مطلب ہے ؟ -

فرمایا حدیث میں مجری الدم آیا ہے - مطلب یہ ہے کہ انسان غافل نہ رہے اور حصر نہ کرے کہ فلاں جگہ سے شیطان حملہ کر سکتا ہے - بلکہ یہ کہ وہ ہر جگہ سے موقعہ پاتا ہے یہانتک کہ نماز میں بھی وہ نہیں چوکتا - کیا قرآن شریف میں نہیں ہے ویل للمصلین اب جو شخص نماز میں اخلاص کو چھوڑ کر آیا کرتا ہے تو شیطان وہیں موقعہ پائیگا یا نہیں - روزہ میں بھی شرارت کر سکتا ہے اگر کوئی شخص ہر روز روزہ رکھ لے یا جن ایام میں روزہ رکھنے سے منع کیا ہے ان دنوں میں رکھ لے - تو یہ شیطانی حرکت ہو گی - مثلاً عید کے دن روزہ رکھے +

پس مومن کو بڑا ہوشیار رہنا چاہیئے - شیطان کی تحریکوں سے ہر وقت بچتا رہے -

بیعت توبہ یا بیعت اطاعت

کسی نے کہا کہ جن لوگوں نے خلافت کا انکار کیا ہے اگر وہ بیعت توبہ نہ کریں تو کیا حرج ہے ؟ -

فرمایا سلسلہ کی وحدت کو قایم رکھنے کیلئے بیعت کی ضرورت ہے - اگر وہ بیعت توبہ کو اپنی کسر شان سمجھتے ہیں تو انہیں بیعت اطاعت کرنی چاہیئے - توبہ تو ایسی چیز ہے کہ انسان کی ترقیات کیلئے یہ ضروری ہے - استغفار ہی تو ایک چیز ہے - جس سے نیکیوں کا چشمہ جاری ہوتا ہے - لیکن اگر کوئی شخص اپنے لئے توبہ کی حاجت نہ سمجھے تو ہم عہد کر لیتے ہیں کہ اس سے بیعت توبہ نہ لیں گے -

بیعت اطاعت لیں گے

کسی طرح سے تفرقہ تو مٹ جاوے -

فرمایا: سنت طریق یہی ہے کہ ہاتھ ہی پر ہاتھ رکھکر بیعت کرنی چاہیئے۔ بیعت توبہ اور بیعت ارشاد اصل میں تو ایک ہی چیز ہے۔ بیعت توبہ اجمالی ہوتی ہے۔ جیسے یہ کہ تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ اور بیعت ارشاد میں ایک ایک گناہ کا نام لیکر اقرار لیا جاتا ہے۔

دربار شام - ۹- اپریل ۱۹۱۷ء

ابتلا فرمایا۔ بعض کو تو ابتلا نرم آتا ہے اور بعض ابتلا سخت آتا ہے۔ اور اصل تو یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں ایک طرح سے پورا حساب ہو جاتا ہے۔ جیسے کسی کو قولنج ہو جاتا ہے۔ اسکی تکلیف شدید ہوتی ہے۔ مگر عرصہ تھوڑا ہوتا ہے۔ اور کسی کو بخار آگیا اور کتنے ہی دنوں تک تکلیف اٹھاتا رہا۔ اسی طرح ابتلاء کی حالت ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ سلم کے بعد حضرت ابوبکر رضؓ کے زمانہ میں ابتلا آیا۔ مگر وہ جلد دور ہو گیا۔ اس لئے کہ اس وقت تلوار ایک ایسی چیز تھی کہ جلد فیصلہ کر دیتی۔ وہ ابتلا بہت سخت تھا۔ یہاں ابتلا لمبے ہوتے ہیں۔ کیونکہ ویسے سخت نہیں۔ اور اس لئے وہ آلائش جو اس وقت چند دنوں میں دور ہوتی تھی۔ یہاں سالہا سال تک چلی جاتی ہے۔ مگر ہم تو خدا تعالےٰ کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے بڑا فضل کیا۔ میں دیکھتا ہوں اس ابتلا میں بعض جگہ باپ بیٹے سے اور بھائی بھائی سے جدا ہو گیا ہے۔ میاں چراغ الدین صاحب کا ایک بیٹا مرید نہیں ہوا۔ ایکدن وہ اس سے سخت ناراض ہوئے اور کہا چلے جاؤ۔ اصل بات یہ ہے کہ امتحانوں اور ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر حقیقت ظاہر نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ احسب الناس ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون یعنے کیا لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ وہ صرف آمنّا کہکر ہی الگ ہو جاویں۔ اور انکا کوئی امتحان اور آزمائش نہ ہو۔ یہ سنت اللہ نہیں۔ ابتلاؤں اور امتحانوں کا آنا ضروری ہے۔ اس سے انسان کے صدق اور وفا کی حقیقت کھلتی ہے۔

سلسلہ کی ترقی میں تو جانتا ہوں۔ کہ یہ دن سلسلہ کی ترقی کے ہیں قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے فرماتا ہے من یرتد منکم یاتی اللّٰہ بقوم یعنے اگر کوئی شخص مرتد ہو جاوے تو اللہ اس کے بدلہ ایک قوم یا جماعت لائیگا۔ میں پسند نہیں کرتا کہ ایک شخص بھی اس سلسلے سے باہر رہے۔ اور میں دعاؤں میں لگا ہوا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ سب کو محفوظ رکھے۔ لیکن اگر علم الٰہی میں کوئی ایسا شخص ہے تو اس کے بدلہ اللہ تعالےٰ ایک جماعت کو لائیگا۔ اور اگر کوئی جماعت ہے۔ تو اس کے بدلہ میں مجھے جماعتیں دیگا۔

میں خدا تعالےٰ کے وعدہ پر ایمان رکھتا ہوں اور مجھے کامل یقین ہے کہ ایسا ہی ہو گا۔ مگر بدقسمت ہو گا وہ جو اس سے الگ ہو۔

فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ حضرت سید احمد بریلوی میرے لئے یحییٰ تھے جیسے حضرت مسیح کے لئے یوحنّا تھے۔

محکم اور متشابہ کسی نے پوچھا کہ حضرت صاحب کی کتابوں میں محکم اور متشابہ کو کس طرح شناخت کریں۔ فرمایا محکم اور متشابہ ہر شخص کیلئے جدا جدا ہوتے ہیں۔ قرآن شریف میں جو محکمات اور متشابہات ہیں وہ بھی ہر شخص کیلئے الگ الگ ہیں۔ ایک آیت ایک شخص کیلئے محکم ہوتی ہے دوسرے کیلئے وہی متشابہ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پر حضرت صاحب کے کلام میں ہے۔ ایک کیلئے ایک مقام محکم ہے اور دوسرا اسی کو متشابہ بھی سمجھتا ہے۔ مثلاً وفات مسیح کی آیت میں کوئی کسی پر اڑ جاتا ہے اور کوئی کسی پر۔ پھر جو مجھ سمجھ میں آجاتی ہے وہ محکم ہو جاتی ہے۔ اسطرح باقی تمام تعلیمات میں جو یقینی طور پر سمجھ میں آجاوے۔ اس کو اصل قرار دیکر دوسرے کو اس کے ماتحت قرار دے لو۔"

نوٹ از ایڈیٹر:- حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے یہاں ایک اصل تعلیم فرمایا ہے کہ محکمات اور متشابہات میں کسطرح تفرقہ اور امتیاز کرنا چاہیئے اگر کوئی خاص مسئلہ حضرت خلیفہ ثانی کے حضور پیش کیا جاتا تو اس میں تفریق اور امتیاز کر کے دکھا دیتے۔ میں نے اپنی تفسیر القرآن سورۃ آل عمران میں خدا کے فضل سے اسپر کھول کر بحث کی ہے +

اب کوئی تعلیم تو یقینی طور پر سمجھ میں آتی ہے پس جو یقینی طور پر سمجھ لی گئی ہے اسے محکم قرار دیکر دوسری کو اس کے ماتحت کرو یہ طریق آسان ہے۔ مثلاً فرض کرو۔ الہامات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درجہ اور منزلت بہت بڑی بیان کیگئی ہے اور آپ کی تحریروں میں حد درجہ کا انکسار اور فروتنی ہے تو ہم الہامات کو اصل اور محکم قرار دیں گے۔ اور آپکے اپنے خیالات کو جن پر اللہ تعالےٰ کی توحید اور عظمت کا غلبہ پایا جاتا ہے ان کے ماتحت کر لیں گے۔ اب اگر کوئی شخص یہ کہدے کہ حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ

> "کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں"

اس لئے نعوذ باللہ حضرت صاحب کو انسان بھی نہیں سمجھنا چاہیئے کیونکہ صاف فرمایا کہ:۔ "کرم خاکی ہوں"

لیکن ہم کہتے ہیں کہ الہامات دیکھو وہاں فرمایا انت منّی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی۔ انت منی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق اور پھر خدا تعالیٰ نے صاف لفظوں میں آپ کا نام نبی اور رسول رکھا۔ اور کہیں بروزی اور ظلّی نبی نہ کہا۔ پس ہم خدا کے حکم کو مقدم کریں گے اور آپ کی تحریریں جن میں انکساری اور فروتنی کا غلبہ ہے اور جو نبیوں کی شان ہے۔ اس کو ان الہامات کے ماتحت کریں گے

کسی نے پوچھا کہ الہام کی تشریح کی بھی ضرورت ہے؟ فرمایا ہاں یہ درست ہے لیکن جہاں آپ نے خود کوئی تشریح کر دی ہے کسی اور کو کیا ضرورت ہے کہ وہ بحث کرے۔ جہاں دو شقیں نکل سکتی ہوں وہاں صاف الہامات کے موافق معنے کر لیں گے۔ اور جہاں صاف معنی نکل سکتے ہوں وہاں کیا ضرورت ہے کہ مراد نکالتے رہیں۔ مثلاً کسی کو کہا جاوے کہ پانی لاؤ تو دوسرا کہے کہ اس سے کیا مراد ہے؟ یا کوئی فضل دین کا نام لیکر پکارے اور دوسرا کہے کہ خدا جانے کس فضل دین سے مراد ہے اس قسم کی باتوں نے یہاں تک نوبت پہونچا دی ہے کہ اب بعض لوگ کافیہ سے وحدت وجود نکالتے ہیں۔ یہ تو ایک قسم کا جنون ہے الفاظ کو اگر دوسری طرف لیجاتے ہوں تو پھر قیاس کرنے پر مجبور ہوں گے۔ حضرت صاحب نے خود لکھا ہے کہ میں مسیح سے اپنے آپ کو کمتر سمجھتا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ کی وحی نے بار بار بتایا کہ اس سے افضل ہوں۔ اب اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب نے خود الہام کو معیار قرار دیا ہے۔ میں نے کل موٹی سی بات بتائی تھی۔ کہ جو کام اللہ تعالیٰ کیطرف سے کسی کے سپرد کیا جاتا ہے پھر اس کام کے کرنے کی طاقت اور قویٰ بھی اس کو عطا کئے جاتے ہیں اس زمانہ کا فتنہ بہت بڑا فتنہ قرار دیا گیا ہے۔ تمام نبی اس فتنہ سے قوم کو ڈراتے آئے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ سلم نے بھی اس کو سب سے زیادہ خطرناک بتایا اور اپنی امت کو ڈرایا۔ قرآن مجید میں آخری زمانہ کے فتن کے متعلق سورتوں کی سورتیں نازل ہوئیں۔ جیسے والسماء ذات البروج اور اذا الشمس کورت اور ایسا ہی ایک جگہ فرمایا ولقد راٰہ بالافق المبین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دور کے زمانہ کی ایک خبر ہے اسکی تکذیب نہیں کی۔ غرض تمام انبیاء نے اس فتنہ کی خبر دی اور ہمارے مخالف بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ دجالی فتنہ بہت بڑا فتنہ ہے اب غور کرو کہ کیا خدا تعالےٰ نے اتنے بڑے فتنہ کو فرد کرنیکے واسطے ایک معمولی انسان کو کھڑا کر دیا نعوذ باللہ یہ تو حماقت ہوگی؟ ایک انسان بھی ایسا نہیں کر سکتا کہ جس شخص کو ایک من بوجھ اُٹھانے کی بھی طاقت نہ ہو اس کو دس من بوجھ اٹھوا دے اور یا ایک لڑکے کو کھڑا کر دے کہ تم اس قدر بوجھ اٹھاؤ جو ایک بڑے پہلوان کو بھی اُٹھانا مشکل ہو پس خدا تعالیٰ جو الحکیم خدا ہے کبھی بھی اس کی شایان شان نہیں کہ اتنے بڑے فتنہ کیلئے ایک معمولی انسان کو بھیجدے۔

خوب غور کرو اور سوچو اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقت خوب معلوم ہو جاتی ہے کہ فتنہ اتنا بڑا خطرناک ہے کہ سارے نبیوں نے اپنی قوموں کو ڈرایا اور اس کے دور کرنے کے لئے اس شخص کو بھیجدیا جو مسیح ناصری سے بھی کم درجہ کا ہو۔ حالانکہ مسیح ناصری کی اپنی حالت یہ معلوم ہوتی ہے جیسا کہ انجیل سے پتہ لگتا ہے کہ وہ بارہ آدمیوں کو بھی پورے طور پر درست نہ کر سکا۔

خوب یاد رکھو کہ اتنے بڑے فتنہ کیلئے ایسا انسان آنا چاہیئے جو طاقت اور قدرت رکھتا ہو۔ اور تزکیہ کی قوتیں اس کی زبردست ہوں

پھر ہم کہتے ہیں کہ فضیلت کا کوئی معیار ہوتا اسے ہمارے سامنے پیش کرو۔ ہم اس کے اوسے ثابت کر دینگے کہ مسیح موعودؑ ابن مریم سے افضل تھا۔ اور یہ فضیلت حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ سلم کی قوت قدسی اور کمال کا نتیجہ ہے۔

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب خدا سے ڈریں مجھے نہایت افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب جیسی پوزیشن کا آدمی واقعات گھڑنے کے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں ۱۶۔ اپریل کے پیغام میں انہوں نے ایک مضمون شایع کی ہے اسمیں آپ حضرت خلیفۃ المسیح کی خلافت کے واقعات لکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی ایک تقریر کا حوالہ دیتے ہیں اور یہ فقرہ انکیطرف منسوب کرتے ہیں "پھر فرمایا کہ جن لوگوں کو میرے ساتھ میرے عقاید میں اتفاق ہو وہ بیشک میری بیعت کر سکتے ہیں اور جن کو اتفاق نہ ہو وہ نہ کریں" میں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی اس جرأت پر افسوس کروں یا کم از کم اپنی بے علمی کا گلہ کروں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی یہ تقریر میری نظر سے ابتک نہیں گذری۔ اگر حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ پر ان کے مرنے کے بعد یہ افتراء نہیں کیا گیا تو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اس تقریر کا حوالہ شایع کریں۔ جہاں انہوں نے خلافت سے پہلے یہ تقریر بیان کی ہو اور ان عقاید کی فہرست بھی پیش کریں جو منصب خلافت پر متمکن ہونے سے پہلے بیان کئے تھے۔ جیسا کہ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں اور اگر وہ نہ دکھا سکیں تو کم از کم خدا سے ڈریں

خواجہ صاحب تشریف لاتے ہیں

ناصح مشفق گر آئیں دیدہ و دل فرش راہ
کوئی مجھکو یہ تو سمجھا دو کہ سمجھاویں گے کیا؟

لاہوری پیسہ اخبار میں یہ خبر شایع ہوئی تھی کہ خواجہ صاحب بلایا گیا ہے اس خبر کی فوری تردید ہمارے لاہوری دوستوں نے پیغام کے ذریعہ کی لیکن ابھی اس افواہ اور تردید کی خبریں پبلک کو پہونچ چکی تھیں۔ کہ ۱۴ اپریل ۱۹۱۳ء کے پیغام نے خواجہ صاحب کی معاودت وطن کی خبر سنادی۔ چنانچہ خواجہ صاحب قبلہ فرماتے ہیں:۔کہ

"لارڈ ہیڈلی بالقابہ عنقریب ہندوستان کا دورہ کرتے ہیں۔ اور مجھے ہمراہ لانا چاہتے ہیں۔ اور علاوہ ازیں چونکہ بفضلہ کل دنیا میں اس وقت تحریک اسلامی ہے اور خود ہندوستان کے مسلم بھائی اب جاگ اُٹھے ہیں بہت سے امور ہیں جو میں چاہتا ہوں کہ عمائد قوم سے زبانی طے کروں۔ اور پھر ایک مستقل سکیم قایم کرکے کام شروع کیا جاوے"

پس یہ یقینی امر ہے کہ خواجہ صاحب لارڈ ہیڈلی بالقابہ کے ہمرکاب ہندوستان تشریف لاتے ہیں۔ تاکہ وہ انڈیا کے بیدار مسلم بھائیوں اور عمائد قوم سے ملکر کوئی مستقل سکیم قایم کریں۔ اور پھر کام شروع کریں۔ اس خبر کی اشاعت کے بعد جو خود خواجہ صاحب نے بھیجی ہے۔ یہ قیاس کرنا چاہیئے کہ وہ مئی میں ہندوستان پہونچیں گے۔

خواجہ صاحب کے مشن کے متعلق میری پوزیشن پہلے سے نمایاں ہے۔ میں نے جب ولایتی مشن پر لکھا تھا۔ کھول کر لکھا تھا اور میں نے ظاہر کیا تھا کہ احمدی جماعت کو تبلیغ اسلام کا کام کلیتہً اپنے ہاتھ میں لینا چاہیئے اور دوسروں سے ملکر ہم اس کام کو احمدیت کی تبلیغ و اشاعت کے خیال سے نیچے اتر کر نو کرسکتے ہیں ورنہ نہیں میری وہ کھری کھری باتیں خواجہ صاحب اور ان کے ہمخیال احباب کو پسند نہ آئیں۔ مگر زمانہ بہترین ادب آموز ہے۔ اور واقعات حقیقت کے منہ سے پردہ اٹھا دیتے ہیں۔ میںنے جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا اور اسکے خلاف جو سننا تھا ٹھنڈے دل سے سن لیا۔

دوسری بات میں نے یہ کہی تھی کہ رسالہ اسلامک ریویو کو سیاسیات سے الگ کردیا جاوے۔ خواجہ صاحب مذہب اسلام کے مشنری ہیں انہیں ضرورت نہیں کہ وہ انگلستان میں کسی بڑے سیاسی انسان کی پوزیشن میں نمایاں ہوں۔ میری ان دونوں باتوں کو بُرا منایا گیا اور جو جسکے جی میں آیا کہا لیکن آج واقعات کا فیصلہ

ایڈیٹر الحکم کے حق میں ہے۔

خواجہ صاحب کا رسالہ موجود ہے اس کو آپ پڑھ جائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جس قصور پر ایڈیٹر الحکم کو قوم یا اسلام کا دشمن سمجھ لیا گیا تھا عملی حالت نے خواجہ صاحب کو اسی راہ کے اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح رض نے انہیں ایام میں ان کو ہدایت کی کہ وہ سیاسی پہلو کو چھوڑ دیں۔

پھر میں نے کہا کہ وہ خالص احمدی ہوکر اسلام کی اشاعت کریں۔ اسوقت تک خواجہ صاحب اور ان کے خاص احباب کا خیال تھا کہ میری یہ رائے مآل اندیشی پر مبنی نہیں۔ میں آدمزاد ہوں مجھ سے کسی معاملہ پر اظہار رائے میں غلطی ممکن ہے مگر یہ کیا ہو گیا کہ وہ لوگ جو میری مخالفت کرتے تھے۔

اپنے عمل سے میری تائید کرتے ہیں

میں کھلم کھلا کہتا تھا کہ غیر احمدیوں سے روپیہ لیتے تو انہیں قانوناً اخلاقاً اور شرعاً حق حاصل ہے کہ وہ اپنے روپیہ کے صرف کے متعلق رائے دیں اور اپنے آدمی تمہارے ساتھ شامل کریں مگر اب جو واقعات پیش آئے انہوں نے بتادیا ہے کہ۔

خواجہ صاحب روپیہ تو غیر احمدیوں سے لینا چاہتے ہیں مگر کام میں شریک نہیں کرنا چاہتے۔

چنانچہ جب انہیں آدمیوں کی ضرورت محسوس ہوئی اور اخبارات میں اس سرے سے اس سرے تک ایک شور مچگیا کہ خواجہ صاحب کے ساتھ کام کرنے والوں اور مددگاروں کی ضرورت ہے تو دہلی کی انجمن نظارۃ المعارف نے دو آدمی اس مقصد کیلئے تجویز کئے۔ مگر اس کے ساتھ ہی فوراً میرے محترم بھائی مولوی محمد علی صاحب نے اعلان فرمایا کہ مولوی شیر علی صاحب بالکل طیار ہیں اور خواجہ صاحب کو سردست کسی آدمی کی ضرورت نہیں"

میں نے جب اس اعلان کو پڑھا تو مجھے سخت حیرت اور تعجب ہوا۔ کہ کیا خواجہ صاحب کی بڑھی ہوئی ضرورتوں کا مداوا صرف مولوی شیر علی صاحب کے وجود سے پورا ہو جاویگا۔ ایک جماعت اپنے خرچ اور انتظام سے خواجہ صاحب کے ساتھ بلکہ گویا ان کے ماتحت کام کرنے کو دو آدمی بھیج رہی ہے اور ان کو رد کرنے کیلئے اعلان کیا جاتا ہے!

میں خاموشی اور اپنی کامیابی کی خوشی کے ساتھ اس نظارہ کو دیکھ رہا تھا کیونکہ واقعات نے بتادیا تھا کہ جو لوگ دعویٰ کرتے تھے کہ ہم غیر احمدیوں کیساتھ ملکر کام کرسکتے ہیں وہ **عمل کے میدان میں فیل ہو رہے ہیں۔**

میں اسی دن کا تصور کرکے کہتا تھا کہ غیر احمدیوں سے روپیہ مت لو مگر نہیں روپیہ کی جھنکار نے ہمارے دوستوں کو بے چین کر رکھا تھا۔ اور وہ اسی میں کامیابی سمجھتے تھے کہ ہزاروں روپیہ ان کے قدموں پر نثار کردیا جاوے۔

دوسرے اخبارات میں یہ بحث اٹھی اور ابھی تک جا رہی ہے۔ اب خود خواجہ صاحب نے ہی من وجہ ظاہر کردیا ہے کہ وہ نظارۃ المعارف کے واعظین کیساتھ ملکر کام نہیں کرسکتے!

خواجہ صاحب میرے محترم بھائی ہیں ان کو بیشک میری صاف گوئی کی شکایت ہے اور میرے معاملہ میں انکی وسعت حوصلگی تنگ ہو جاتی ہے لیکن مجھے اب بھی صاف کہنے سے انکی ملامت کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ خواجہ صاحب نے مسٹر انیس احمد صاحب کے جانے پر جس قسم کی بدظنی کو الفاظ کے ہیر پھیر میں ظاہر کیا ہے میں اس کو ایک ناقابل عفو حملہ سمجھتا ہوں اور ایک مسلم مشنری اور ایک وسیع الخیال واعظ حسن ظن کیلئے مامور معلم کی شان سے گرا ہوا پاتا ہوں۔ جبکہ وہ مسٹر انیس احمد صاحب کو چالیس سال کی عمر سے پہلے وہاں جانے سے روکتے ہیں۔ اور انہیں گویا شبہ ہوتا ہے کہ وہ وہاں کی نوجوان طالبات مذہب کے جذباتی اثر سے آلودہ نہ ہو جائیں پس جب تک ان کے جذبات متاہل زندگی بسر کرچکنے کے بعد ٹھنڈے نہ ہو جاوینگے اور کچھ اپنے پر قابو ہو جاویگا اسوقت تک جانا نہیں چاہیئے۔ کیا خواجہ صاحب یا ان کے مخلص احباب ٹھنڈے دل سے کہہ سکتے ہیں؟ کہ مسٹر انیس احمد صاحب پر بدظنی نہیں؟ ہمارا ایک نوجوان چودھری فتح محمد خان صاحب لایت جاتا ہے۔ خواجہ صاحب کے ساتھ ملکر کام کرتا ہے۔ اور وہ چالیس برس کی عمر سے نیچے ہے۔ پھر کیا خواجہ صاحب اپنے کلیہ قاعدہ کے ماتحت انپر بھی حملہ کرتے ہیں؟ وہ یقیناً نہیں کرسکتے!۔ پھر خواجہ صاحب کا بحیثیت مسلم مشنری یہ سوءظن نہایت ناگوار اور قابل افسوس ہے۔ انہیں صاف صاف کہنا چاہیئے تھا۔ کہ وہ غیر احمدی دوستوں کو اپنے ساتھ رکھ کر کام نہیں کرسکتے۔ وہ صرف احمدی بزرگ چاہتے ہیں۔ اس پردہ داری کی کیا حاجت ہے؟

میں جانتا ہوں کہ مجھے کہا جائیگا کہ میںنے غیر احمدیوں کے جذبات کو اپیل کیا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میں نے اس خیال سے یہ نہیں لکھا اگرچہ ممکن ہے کہ خواجہ صاحب کی اس تحریر سے غیر احمدیوں کی آنکھیں کھلیں"۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اپنوں اور غیروں میں انصاف کرو۔ جو اپنے لئے پسند نہیں کرتے دوسروں کیلئے اسے جائز مت سمجھو۔ مسٹر انیس احمد چالیس برس کے نہیں۔ لیکن کیا مولوی صدرالدین صاحب کی عمر چالیس برس کی ہو چکی ہے جنکے لئے بڑی ہی ابرانہوں نے تار دیئے۔ اس قسم کے قیاسات اور سوءظنیاں کبھی مفید نتیجے پیدا نہیں کرتی ہیں۔

اگر خواجہ صاحب نہیں چاہتے تھے کہ مسٹر انیس احمد صاحب کو لیں تو انہیں صاف کہنا چاہیئے تھا۔ کہ **یورپ میں اشاعت اسلام میری مرضی اور منشاء کے ماتحت ہو گی!** اگر ہندوستان کے مسلمان مجھ پر اعتماد کرتے ہیں تو اپنے اموال میرے سپرد کریں ورنہ خدا حافظ۔ الکاہن زنگ میں اخلاص انہیں ضرور کامیاب کرتا۔

پس میںنے کھلم کھلا کہا تھا کہ غیر احمدیوں سے ملکر اشاعت اسلام کا کام احمدی نہیں کرسکتے۔ خواجہ صاحب نے اس بڑے پیرایہ میں اسکا جواب دیا کہ اب اسکی تاویل آسان نہیں ہوگی۔

جو لوگ الحکم کی صاف اور بیلاگ راؤں کو پڑھنے کے عادی ہیں وہی میرے مخاطب ہیں۔ اس قسم کی اصلاح کے کاموں میں قلم اٹھانا آسان نہیں مگر میں نے خواجہ صاحب یا کسی اور بڑی شخصیت کو بت نہیں بنایا۔ میں بُت پرست نہیں ہوں جو انکی مخالفت سے ڈر کر حق نہ کہوں؟ یہ امر واقعات نے ثابت کردیا ہے کہ ممالک غیر میں اشاعت اسلام کے متعلق جو رائیں ایڈیٹر الحکم نے دی تھیں وہ صحیح ثابت ہو چکی ہیں۔ اس لئے اب میں اعلان کرنیکا حق رکھتا ہوں۔ کہ **ممالک غیر میں اشاعت اسلام کا سوال**

ایک قابل غور مسئلہ ہے؟

وہ شخص اسلام کا دشمن اور بدخواہ ہوگا جو تبلیغ و اشاعت اسلام کے کاز سے ہمدردی نہ رکھتا ہو۔ لیکن میں اسے بھی صحیح نہیں سمجھتا کہ اتنے بڑے ضروری کام کو ایک شخص واحد کی رائے پر چھوڑ دیا جاوے۔ ہمارے وہ دوست (جنہوں نے ابھی ابھی باوجود احمدی ہونے کے باوجود نظام وحدت کیلئے ایک شخصیت کی ضرورت کا علم رکھنے کے خلافت کو غیر ضروری قرار دیا ہے) نہیں معلوم کیوں اس سوال کو ابتک معلق چھوڑتے چلے آئے ہیں۔ کہ خواجہ صاحب کی انفرادی رائے پر ساری راؤں کو قربان کردیں۔ میں خواجہ صاحب کی دل سے عزت کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ لوگ بھی ان کی عزت کریں مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ انکی وجاہت اور عزت کے سامنے ان کی غیر معقول راؤں کے سامنے بھی سر جھکا دیا جاوے۔

اگر میرے مُنہ یا قلم سے کوئی بات نکل جاتی تو شاید میرے دوست چیں بجبیں ہو جاتے۔ لیکن اب خدا کا شکر ہے کہ اشاعت اسلام ٹرسٹ فنڈ کے سکرٹری حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے حقیقت کے چہرہ سے پردہ اُٹھا دیا ہے۔ اگرچہ وہ اس جرأت کی وقت نتیجہ سے بےخبر تھے خواجہ صاحب کی عدم استقلال رائے کے چھپانے کے لئے ڈاکٹر صاحب کو ایک اخلاقی جرم کا ارتکاب کرنا پڑا۔ جس کا ذکر انہوں نے ۱۴- اپریل کے پیغام میں کیا ہے۔ خواجہ صاحب نے بذریعہ تار مولوی صدرالدین صاحب کو (جنکی عمر چالیس برس کی نہیں) بلایا تھا اور بدقسمتی سے وہ تار ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور پیش کرنا پڑا۔ جس کو انہوں نے صاف لفظوں پیش نہ کیا۔ اب اس کی وجہ وہ یہ بتاتے ہیں۔ کہ میں نے اس خیال سے کہ حضرت صاحب کو خواجہ صاحب کے اس معاملہ میں عدم استقلال رائے کا افسوس ہوگا۔ صرف اتنا عرض کر دیا کہ خواجہ صاحب کا مددگار کے متعلق تار آیا ہے۔"

خواجہ صاحب کی رائے کی غیر مستقل حالت کا اندازہ ان خطوط کے ترتیب وار پڑھنے سے ہو سکتا ہے۔ جو انہوں نے انگلستان پہنچنے کے بعد آجتک مختلف اوقات میں لکھے ہیں۔ خواجہ صاحب ایک عمدہ لیکچرار ہیں۔ اچھے مضمون نویس ہیں۔ مگر میں یہ کہونگا کہ ان کی رائے کی غیر مستقل حالت قابل افسوس ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بھی اس کے مقر ہیں

اب ان حالات کے درمیان جبکہ خواجہ صاحب- لارڈ ہیڈلی کی نمائش کیلئے ہندوستان آرہے ہیں۔ احمدی یوں اور غیر احمدی یوں دونوں کو یہ سوچنا چاہیئے کہ انکا فرض کیا ہے؟ ممکن ہے بعض اہل الرائے بزرگ ناراض ہوں کہ میں نے کیوں کیا کہدیا کہ لارڈ ہیڈلی کی نمائش کیلئے آرہے ہیں۔ مگر میرے دوستو تم ناراض ہو یا خوش

میں اسکو نمایش ہی کہوں گا

اگر یورپ میں اشاعت اسلام کی ضرورت ہے۔ وہاں آدمیوں کی ضرورت ہے۔ مبلغین ہاں ٹھنڈے جذبات والے مبلغین کی ضرورت ہے تو خدا کیلئے بتاؤ۔ ہندوستان آنیکی کیا ضرورت ہے؟ اگر لارڈ ہیڈلی بالقابہ کے بولتے ہوئے مجسمہ کو دکھا کر محض روپیہ جمع کرنا مقصود نہیں۔ تو اسلام کا کوئی دینی پہلو لارڈ ہیڈلی کی آمد سے بتاؤ۔ وہ تمام مسلمان جو اشاعت اسلام کے کام سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ خواہ وہ احمدی ہیں یا غیر احمدی۔ سوچیں اور غور کریں کہ ان دونوں بزرگوں کی آمد رفت اور ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں کے سفر و سیاحت پر جسقدر روپیہ و وقت مسلمانوں کا خرچ ہوگا۔ اس کا کوئی نتیجہ بحق اسلام و اہل اسلام کچھ بھی ہوگا؟

اب نمائشوں کے دور کو ختم کر دو۔ ایک طرف تو خواجہ صاحب قبلہ ہندوستان سے بھیجنے والے مبلغین کے اخراجات سفر اور اخراجات بود و ماند ولایت پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور اپنے درویشانہ کفاف کو بطور نظیر پیش کرتے ہیں۔ دوسری طرف ہزاروں روپیہ ایک غیر ضروری سفر کیلئے خرچ کرنے پر تیاری کر چکے ہیں

میں نہیں جانتا کہ :

غریب قوم کے روپیہ پر اسطرح کے تصرف کا حق انہیں کہاں سے ملا۔

پبلک اسے اگر کوئی چیز ہے؟ اور خواجہ صاحب اور ان کے مخلص احباب جسکی قدر کرتے ہیں۔ تو یاد رکھو جلد یا بدیر یہ سوال اُٹھے گا۔ اور خواجہ صاحب کی پوزیشن کو نازک کر دیگا یہ صاف بات ہے کہ خواجہ صاحب کے پاس جو روپیہ اس وقت ہے وہ پبلک چندہ کا روپیہ ہے جو یورپ میں اشاعت اسلام کیلئے انہیں دیا گیا ہے وہ یورپ جیسے ممالک میں اغراض اشاعت کیلئے سفر کر سکتے ہیں۔ اور اسے خرچ کر سکتے ہیں۔ مگر ہندوستان کے سفر و سیاحت کیلئے خرچ کرنے کا انہیں کوئی حق نہیں ہونا چاہیئے۔

اگر وہ ہندوستان کو صرف بنا کارنامہ دکھلانیکے لئے اسقدر زر و روپیہ خرچ کرنا چاہتے ہیں تو پھر یہ نمایش ہی ہو گی اور اگر یہ غرض ہے کہ لارڈ ہیڈلی ہندوستان میں آکر یہاں کے مسلمانوں کو وعظ کریں تو بہتر ہے کہ ان کی خدمات سے یورپ اور امریکہ میں فائدہ اٹھایا جاوے۔

وہ کثیر خطوط جو خواجہ صاحب کو یورپ کے دیگر ممالک اور امریکہ سے دعوت اسلام کے لئے آرہے تھے۔ کیا اب انسے خواجہ صاحب فارغ ہو چکے ہیں جو انہوں نے ہندوستان کا ارادہ کیا ہے؟ وہ امریکہ چلے جاویں۔ اسٹریلیا جاویں اور لارڈ ہیڈلی بالقابہ سے بھی مدد لیں۔ مگر ہندوستان وہ اس غرض کیلئے تو آسکتے ہیں کہ انکا وطن ہے ان کے اقارب اور عزیز ہیں انہیں کچھ عرصہ آرام کرنیکے لئے آنا چاہیئے یا متاہل ہونیکے لئے آنا چاہیئے تاکہ وہ تنہائی کی تکلیفوں سے امن میں ہیں۔ اسکے سوا انکا اور کوئی کام میری سمجھ میں تو آتا نہیں۔ ہاں یہ درست ہے کہ اگر میری سمجھ میں نہ آوے تو اس کے یہ معنے نہیں کہ فی الواقعہ بھی کوئی کام نہ ہو غرض احمدی اور غیر احمدی مسلمانوں کو اس سوال پر غور کرنا چاہیئے اگر وہ نمایش کیلئے یہ سب کام کر رہے ہیں تو بہتر ہے کہ وہ اس نمایش میں حصہ لیں ورنہ مختلف جگہ سے اس کے برخلاف آواز اٹھنی چاہیئے۔ میں ہندوستان کی اس بیدار مسلم سے اپیل کرونگا اور ہندوستان کے مسلم علماء سے عرض کرونگا۔ اور تمام مسلم پریس کو توجہ دلاؤنگا کہ اگر وہ نمایش سے بری ہیں اور اخلاص اور ایثار کی فی الحقیقت انکی نظر میں کوئی قدر ہے تو خدا کیلئے وہ بولیں اور اپنی آواز سے ہندوستان کی بیدار مسلم کا ثبوت دو۔

یہ امر میرے لئے حوصلہ شکن نہیں ہوگا کہ وجاہت اور بُت پرستی صداقت کی تائید کیلئے نہ اُٹھ سکے مگر یہ یقینی امر ہے کہ صداقت آخر صداقت ہے۔

وہ کون سے مخفی مشورے ہیں جو ہندوستان کے مسلم علماء سے پبلک میں نہیں ہو سکتے۔ اور خط و کتابت سے ان کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ خواجہ صاحب کے اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک انہوں نے کوئی مستقل سکیم قائم نہیں کی۔ اور انکے خطوط پڑھنے والوں پر مخفی نہیں۔ کہ بڑے غور و خوض کے بعد وہ جس نتیجہ پر پہونچے تھے اسکا پہلے اعلان کر چکے ہیں۔ اور شاید اب اس پروگرام میں کسی تبدیلی کی ضرورت ہے۔

غیر احمدی مسلمان اپنی پوزیشن پر خود غور کریں۔ میں احمدی جماعت کو توجہ دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ ہماری جماعت اخلاص سے کام کرنے کی حامی ہے اور اخلاص فی الدین ہی ایک چیز ہے جو

کامیابیوں کی جڑ ہے

خواجہ صاحب نے اپنے عمل سے بتا دیا ہے کہ وہ احمدیت کی تبلیغ کو بحالات موجودہ انگلستان کے حسب حال نہیں پاتے۔ میں نہیں سمجھتا کہ نعوذ باللہ احمدیت کوئی ایسی چیز ہے کہ اُسے یورپ کے سامنے پیش کرتے ہوئے شرم آتی ہے اگر یہ نعوذ باللہ ایسا ہی عقیدہ اور سلسلہ ہے تو پھر کیوں ایک جماعت کو تاریکی میں رکھا جاتا۔ انہیں ایک سلسلہ کی زنجیروں میں کیوں جکڑا جاتا ہے؟ لیکن اگر یہی حقیقی اسلام ہے جسکو لیکر کبھی کوئی مسلم شرمندہ نہیں ہو سکتا۔ تو پھر کیوں اس سے پرہیز کیا جاتا ہے؟

پس ہمیں ہمیشہ کیلئے یہ فیصلہ کرنا چاہیئے کہ آیا ہمیں اس زندہ اسلام کو پھیلانا مقصود ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ظاہر ہوا۔ یا تم چاہتے ہو کہ ان کے نام سے ہی یورپ کو گمنامی میں رکھا جاوے؟ پس اگر یہ کام خواجہ صاحب سے نہیں ہو سکتا تو تم اس کا فیصلہ کرو۔ میری یہ رائے ہے اور میں اس رائے پر دوسروں کو مجبور نہیں کرتا۔ اگرچہ میں چاہتا ہوں کہ اسکی تائید ہو کہ جہاں جہاں احمدی جماعتیں خلافت کیساتھ وابستہ ہو چکی ہیں وہ اپنی انجمنوں کے اجلاس میں اس سوال کا فیصلہ کریں کہ آیا

"یورپ میں انہیں احمدیت کی اشاعت مقصود ہے یا یہ کہ احمدیت کا نام بھی نہ لیا جاوے؟"

اگر وہ متفق طور پر اس نتیجہ پر آئیں تو انہیں ایسے ریزولیوشن پاس کر کے انکی ایک کاپی دفتر الحکم میں بھیجدینی چاہیئے۔ ایڈیٹر الحکم اس سوال کا باقاعدہ فیصلہ انجمن اشاعت اسلام ٹرسٹ فنڈ سے کرانے کی تجویز کریگا۔ اور انہیں معلوم ہو جائیگا کہ آیا خواجہ صاحب اس کام کو اپنے ذمہ لیتے ہیں یا نہیں۔ اگر خواجہ صاحب اس بات کا بیڑا اُٹھائیں تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ احمدی جماعت کو پہلے سے زیادہ جوش اور ہمت کے ساتھ اس مشن کی مدد کیلئے آمادہ ہو جانا چاہیئے۔ ہاں میں کہونگا کہ اس صورت میں اشاعت سلسلہ کا کام امام کے ماتحت ہو۔ کیونکہ ہماری جماعت ایک نظام رکھتی ہے۔ اور اس کو اس سے الگ نہیں ہونا چاہیئے۔ یوروپ اور دیگر ممالک غیر کی تبلیغ صدر انجمن احمدیہ کے ذریعہ ہو۔ اور انجمن کے مشورہ اور امام کی ہدایت کے موافق ہو۔ اگر احمدی انجمنیں یہ فیصلہ کرینگی۔ تو انشاء اللہ العزیز اُن کے اموال اس پاک مقصد کیلئے خرچ ہوں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام چاہتے تھے۔ میں نے یہ کھلی کھلی باتیں عرض کی ہیں اور کچھ اور بھی لکھونگا وباللہ التوفیق۔

احباب ٹھنڈے دل سے ان پر غور کریں اور اپنی اپنی جگہ اپنی انجمنوں میں اس سوال کو پیش کر کے فیصلہ کریں۔

خواجہ صاحب اپنی سکیم کو جدید ہو یا پرانی بذریعہ خط و کتابت طے کر سکتے تھے۔ اخبارات کے ذریعہ آج ہر قسم کی رائیں اور مشورے طے ہو سکتے ہیں

حاصل ہو سکتے ہیں۔ اگر اتنی ہی غرض ہوتی تو ہندوستان کے اخبارات اور انجمنوں میں اپنی سکیم کو بھیجکر ایک عجیب رائے حاصل کر سکتے تھے۔ اور عمائد سے شخصی رائوں کا اندازہ بھی تھوڑے خرچ سے ہو سکتا تھا۔ محض اس مختصر سے مطلب کیلئے ہزاروں روپیہ خرچ کرنا۔ میں اب بھی کہونگا کہ **مسرفانہ حرکت ہے** خواہ یہ کسی کو بُرا لگے۔

آخر میں میں بالفاظ مولوی محمد علی صاحب عرض کرتا ہوں۔ کہ آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ لوگوں کو خود راستی پر چلنے کا الہام کرے۔ میں نے اپنے خیالات کا اظہار نیک نیتی سے قوم کی بھلائی کیلئے اللہ تعالیٰ کا فرض اپنے ذمہ سمجھکر سلسلہ کی امانت خیال کر کے کر دیا ہے اگر ایک شخص بھی ان خیالات میں میرا متفق نہیں تو مجھے اس بات کی پرواہ نہیں۔ میں یہ جانتا ہوں کہ

میں نے حق کا پیغام ادا کر دیا ہے۔

تجاویز نیابتی جلسہ جماعت احمدیہ

ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ایک جلسہ وکلائے قایم مقامات جماعتہائے مقامات مختلفہ ۱۲۔ اپریل ۱۹۱۴ء کو ہوا تھا۔ اور غرض یہ تھی کہ ضروریات سلسلہ کے متعلق حسب ہدایت حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام حضرت بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی غور کریں چنانچہ اسی اجلاس وکلاء میں جو مختلف جماعتوں کی طرف سے اس غرض کیلئے آئے تھے اور جو ۱۲۔ اپریل ۱۹۱۴ء کو بعد نماز ظہر مسجد مبارک میں بصدارت مولوی محمد احسن صاحب منعقد ہوا۔ مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس ہوئے۔

۱۔ ہندوستان کے تمام قصبوں شہروں میں واعظ سلسلہ احمدیہ کی تبلیغ کیلئے بھیجے جائیں ان کے اخراجات صدر انجمن کی مد اشاعت اسلام میں سے دیئے جائیں۔

۲۔ قواعد صدر انجمن کی دفعہ ۱۸ میں الفاظ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام" کی بجائے "حضرت خلیفۃ المسیح میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی" درج کئے جائیں۔ باتفاق قرار پایا کہ یہ ریزولیوشن بخدمت مجلس معتمدین بذریعہ نواب محمد علیخاں صاحب۔ سید محمد احسن میرزا بشیر احمد صاحب۔ خلیفہ رشید الدین صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب پیش کرائے جائیں۔ اور ان حضرات کی خدمت میں نہایت ادب سے التماس کیجائے اور اس درخواست کو بہت جلد آیندہ کے اجلاس میں پیش کرانے کا انتظام فرمادیں۔ نیز یہ بھی تجویز ہوا کہ اس کی ایک نقل صاحب سکرٹری انجمن کی خدمت میں بھی اسی التماس کے ساتھ ارسال کیجاوے کہ وہ اس کو آیندہ کے اجلاس میں پیش کرنیکا انتظام فرمادیں۔"

۳۔ علم دین کی تحصیل کیلئے مندرجہ ذیل تجاویز پیش کیگئیں جنکے متعلق کوئی فیصلہ نہ کیا گیا۔

(الف) لوگ ایک ایک مہینہ کیلئے آئیں جو علوم اس عرصہ میں حاصل کریں انکی درس تدریس سال بھر واپس جا کریں۔ اور اگلے سال پھر مزید تعلیم کیلئے آئیں۔

(ب) ایک نصاب مقرر کر دیا جائے دوست اپنے اپنے مقاموں پر اس کا مطالعہ کریں۔ اور اوقات مقررہ پر یہاں آکر امتحان دیں۔"

(ج) بیرونی انجمنیں اپنی اپنی طرف سے آدمی تعلیم کیلئے یہاں بھیجیں جو یہاں ایک ایک سال رہیں۔ بھیجنے والی انجمنیں ان کے اخراجات برداشت کریں۔

(۶) مبلغین کا پیدا کرنا چونکہ علماؤں پر منحصر ہے اور مدرسہ احمدیہ کی غرض علماء کا تیار کرنا ہے۔ اس لیئے سب دوستوں کو چاہیئے ہر ضلع میں سے چند طلباء مدرسہ احمدیہ میں تعلیم پانے کے لیئے بھیجیں۔

(۷) جو واعظ صدر سے بھیجے جائیں۔ ان کو اخراجات بیرونجات کے دوستوں کے ساتھ سے نہ ملنے چاہئیں۔ اگر بیرونی دوستوں کی امداد لینی ضروری ہو۔ تو وہ بھی انجمن معتمدین کے ذریعہ سے دیجائے۔

(۸) زکوٰۃ کی تحصیل کیلئے جماعتوں کے سکرٹری اپنے اپنے مقاموں کے اصحاب نصاب کی فہرست مرتب کریں۔ اور وصولی کی فکر کریں۔ اس مد کا روپیہ اور نیز اشاعت اسلام کا روپیہ براہ راست حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں آنا چاہیئے۔ انجمن معتمدین کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہونا چاہیئے۔

(۹) تعلیم عامہ کی اشاعت کیلئے جہاں جہاں ممکن ہو مکاتب یا مدارس پرائمری کھولے جائیں۔ اپنے نصاب مقررہ کئے جائیں۔ اور حتی الوسع سرکاری امداد (ایڈ) نہ لیجائے۔ جہاں شہروں میں ممکن ہو۔ احمدی طلباء کیلئے بورڈنگ ہوس (ہوسٹل) کھولے جاویں۔ ان طلباء کو احمدی دوستوں میں سے جو اس کے اہل ہوں قرآن مجید کا درس سنایا کریں۔

(۱۰) دارالامان میں ایک کالج کے قایم کرنے کی تجویز ایک بورڈ کے سپرد کیجائے جسکے ممبر زیادہ تر تعلیم الاسلام ہائی سکول کے اولڈ بائز ہوں۔ اور ایسے اصحاب ہوں جو تعلیمی معاملات میں ماہر ہوں۔ وہ اس بات پر غور کریں کہ کسطرح جلدی اور کمی خرچ پر کالج کھولا جا سکتا ہے۔ دستخط سید محمد احسن لاانف نمبر عفی اللہ عنہ صدر جلسہ مجلس ممبران صدر انجمن احمدیہ (محمد علیخان ممبر صدر انجمن احمدیہ و مجلس معتمدین ۱۸ اپریل ۱۹۱۴ء محمد علیخان

نقل ریزولیوشن مجلس وکلاء قایم مقامان جماعتہائے احمدیہ مقامات مختلفہ

(ممبران صدر انجمن بروئے دفعہ ۲۔ قواعد انجمن) جنکے اسماء شامل درخواست کئے جاتے ہیں!

آج واقعہ ۱۲۔ ماہ اپریل ۱۹۱۴ء کو تمام احمدی جماعت ہائے مقامات مندرجہ ذیل کے قایم مقامان اور وکلاء کا ایک عام جلسہ مسجد مبارک قادیان میں بعد نماز ظہر منعقد ہوا اور تجاویز ذیل پاس ہو کر قرار پائیں۔

نمبر (۱) قواعد انجمن کی دفعہ ۱۸ میں الفاظ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام" کی جگہ الفاظ "حضرت خلیفۃ المسیح میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی درج کئے جاویں۔

باتفاق آراء قرار پایا کہ یہ ریزولیوشن بخدمت مجلس معتمدین بذریعہ نواب محمد علیخاں صاحب و مولوی سید محمد احسن صاحب و میرزا بشیر احمد صاحب و خلیفہ رشید الدین صاحب و مولوی شیر علی صاحب پیش کرائی جائے اور ان حضرات کی خدمت میں بنہایت ادب التماس کیجاوے کہ اس درخواست کو بہت جلد آیندہ کے اجلاس میں پیش کرانیکا انتظام فرمادیں نیز یہ بھی تجویز ہوا کہ اسکی ایک نقل صاحب سکرٹری انجمن کیخدمت میں بھی اسی التماس کے ساتھ ارسال کیجاوے۔ کہ وہ اس کو اس آیندہ کے اجلاس میں پیش کرانیکا انتظام فرمادیں۔ (۱) مولوی اکبر علی بی۔ اے۔ ایل ایل بی پلیڈر فیروزپور (۲) مرزا ناصر علی پلیڈر فیروزپور (۳) میاں محمد شریف پلیڈر لاہور (۴) سید محمد اشرف ہیڈ کلرک صیغہ تعلیم راولپنڈی (۵) ظفر احمد صاحب سررشتہ دار سکرٹری جماعت کپورتھلہ (۶) میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق دہلی (۷) میرزا محمد شفیع صاحب انسپکٹر ڈاکخانجات دہلی (۸) محمد یوسف صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ مردان (۹) شیخ عبد الرحمن قادیانی (۱۰) مستری الہ دین (۱۱) عبد الحق سیدوالہ (۱۲) فرزند علی ہیڈ کلرک فلو فیروزپور (۱۳) محمد صادق حسین صاحب مختار عدالت سکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ قایم مقام (۱۴) مستری کریم بخش صاحب " (۱۵) سید مختار احمد صاحب شاہجہانپور (۱۶) حاجی عبد العزیز صاحب " (۱۷) چوہدری غلام احمد صاحب مختار عدالت و پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ پاکپٹن (۱۸) بابو عطا محمد صاحب انسپکٹر آف ورکس ریلوے " (۱۹) چوہدری حاکم علی صاحب سفید پوش چک پنیار ۹۸ سرگودہا (۲۰) چوہدری عبد اللہ خان صاحب پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ داتا زیدکا و چندر کا گوندل ضلع سیالکوٹ (۲۱) چوہدری عبد اللہ خان صاحب گرداور قانونگوئے کوٹ رائے بوتا ال تحصیل چونیاں ضلع لاہور (۲۲) منشی غلام حیدر صاحب پٹواری و سکرٹری انجمن احمدیہ تلونڈی راہ والی و گجو چک تلونڈی کھجور والی تحصیل گوجرانوالہ (۲۳) بابو سردار احمد صاحب کلرک محکمہ نہر لائلپور (۲۴) شیخ مولا بخش صاحب تاجر لائلپور (۲۵) مستری فیض احمد صاحب جموں (۲۶) منشی غلام نبی صاحب قایم مقام انجمن احمدیہ ہوشیارپور (۲۷) حکیم علی احمد صاحب پریزیڈنٹ انجمن مضافات تحصیل پھالیاں (۲۸) مولوی پیر برکت علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ (۲۹) میاں خدا بخش صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ ادرہمہ تحصیل بھیرہ ضلع شاہپور (۳۰) میاں احمد دین صاحب ادرہمہ ضلع شاہپور (۳۱) میاں چراغدین صاحب گورنمنٹ پنشنر رئیس لاہور قایم مقام (۳۲) حکیم محمد حسین صاحب قریشی بلڈنگز لاہور (۳۳) شیخ محمد امین صاحب ملک التجار تاجر چرم و رئیس لاہور (۳۴) .... (۳۵) منشی تاج الدین صاحب اکونٹنٹ گورنمنٹ پنشنر لاہور (۳۶) میاں محمد ابراہیم صاحب تاجر چرم و رئیس لاہور (۳۷) میاں عبد الرحیم صاحب تاجر چرم و رئیس لاہور (۳۸) بابو غلام محمد صاحب فورمین ریلوے پریس لاہور (۳۹) میاں عبد العزیز صاحب مالک عزیز ہوس انارکلی لاہور (۴۰) میاں محمد سعید " " لاہور (۴۱) میاں سراجدین صاحب مالک حمام بدر لاہور (۴۲) بابو عبد العزیز صاحب کلرک ریلوے لاہور (۴۳) بابو عبد العزیز صاحب کلرک (۴۴) بابو عبد الکریم صاحب ریڈر ریلوے پریس لاہور (۴۵) منشی محبوب عالم صاحب منیجر سائیکل ارٹ نیلا گنبد لاہور (۴۶) بابو وزیر محمد صاحب کلرک پوسٹ آفس (۴۷) میاں نذیر حسین صاحب پسر حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ لاہور (۴۸) قاضی عبد الحق صاحب سٹوڈنٹ ایس۔ اے۔ وی کلاس لاہور قایم مقام کالجیٹس لاہور (۴۹) محمد یعقوب خان صاحب بی۔ اے۔ کلاس لاہور (۵۰) چوہدری نواب الدین صاحب بی۔ اے کلاس گورنمنٹ کالج لاہور (۵۱) بابو عبد الغنی صاحب گورنمنٹ ٹیلیگراف آفس لاہور (۵۲) بابو فقیر اللہ صاحب " " " (۵۳) منشی حبیب الرحمان صاحب رئیس حاجی پورہ ریاست کپورتھلہ (۵۴) منشی ظفر احمد صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ کپورتھلہ (۵۵) میاں عبد السمیع صاحب کلرک محکمہ جنگی کپورتھلہ (۵۶) منشی عبد الرحمان صاحب پنشنر (۵۷) میاں محمد احمد صاحب

پسر میاں ظفر احمد صاحب کپور تھلہ (۵۸) میاں رحمت اللہ صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ ضلع جالندھر (۵۹) مولوی رحیم بخش صاحب قائم مقام انجمن احمدیہ کھنڈیار (۶۰) منشی محمد عبد اللہ صاحب قائم مقام انجمن احمدیہ سیالکوٹ - (۶۱) چودھری نصر اللہ خانصاحب پلیڈر پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ ” (۶۲) منشی عبد العزیز صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سہارنپور (۶۳) مولوی محمد حسین صاحب بی اے - ڈپٹی انسپکٹر مدارس پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ سہارنپور (۶۴) شیخ فضل حق صاحب پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ بٹالہ (۶۵) سیٹھ عبد الرشید صاحب سوداگر محاسب امین انجمن احمدیہ بٹالہ (۶۶) ماسٹر محمد طفیل صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ بٹالہ (۶۷) بابو عباد اللہ صاحب بٹالہ (۶۸) میاں نور احمد خان صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سارچور (۶۹) میاں ولی محمد خانصاحب ساکن سارچور (۷۰) منشی جھنڈے خاں صاحب مدرس بھامبڑی ضلع گورداسپور (۷۱) میاں امام الدین صاحب تاجر پشمینہ سیکھواں ” (۷۲) حاجی چودھری غلام احمد خانصاحب سکرٹری انجمن احمدیہ کریام ضلع جالندھر (۷۳) مولوی جمال الدین صاحب پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ سیکھواں (۷۴) منشی سردار خان صاحب ٹیچر بھاگووال ضلع سیالکوٹ (۷۵) چوہدری فیروز خانصاحب پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ راہوں ضلع جالندھر قایم مقام (۷۶) منشی محمد حسین صاحب فتو قانوں گوئے محاسب انجمن احمدیہ ظفروال ضلع سیالکوٹ (۷۷) بابو خیر الدین سکرٹری انجمن احمدیہ چک ۵۵۹ ضلع لائل پور (۷۸) شیخ نور احمد صاحب پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ کھارہ ضلع گورداسپور (۷۹) میاں امیر الدین صاحب ساکن بہادر حسین ” (۸۰) مولوی غلام الدین صاحب گوکھووال ضلع لائل پور (۸۱) حکیم عنایت اللہ صاحب قایم مقام انجمن احمدیہ اہرانہ ضلع ہوشیارپور (۸۲) منشی عبد العزیز صاحب پریزیڈنٹ جماعت سیکھواں ضلع گورداسپور (۸۳) بابو فضل احمد صاحب ہیڈ کلرک راولپنڈی - (۸۴) حکیم غلام محمد صاحب ساکن راہوں ضلع جالندھر (۸۵) چوہدری عبد اللہ خانصاحب نمبردار پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ سانگلہ ضلع لائل پور - چوہدری اللہ داد خانصاحب پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ محلانوالہ ضلع امرتسر (۸۷) شیخ عبد القدوس صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ ” (۸۸) میاں محمد عالم صاحب (۸۹) ڈاکٹر ظہور بخش صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ شرقپور ضلع لاہور - (۹۰) قاضی محمد یوسف علی صاحب ریلونگ کلرک سگنیلر گوجرانوالہ (۹۱) قاضی محمد عالم صاحب ” (۹۲) سید محمد رشید صاحب نقشہ نویس گوجرانوالہ (۹۳) بابو جمال الدین صاحب ریلوے کنڈ لیر ” (۹۴) حکیم محمد دین صاحب ” (۹۵) مولوی الٰہی بخش صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ ملتان مولوی پیر حسین صاحب علی پور ضلع ملتان (۹۷) چوہدری احمد علی صاحب نمبردار بازید چک ضلع گورداسپور (۹۸) مستری اللہ دین صاحب پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ جہلم (۹۹) میاں احمد صاحب گھڑی ساز جہلم (۱۰۰) مستری احمد دین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ بھیرہ (۱۰۱) منشی محکم الدین صاحب انسپکٹر پنشنر کالہ گوجران ضلع جہلم (۱۰۲) میاں نبی بخش تاجر پشمینہ امرتسر (۱۰۳) ڈاکٹر عباد اللہ صاحب امرتسر (۱۰۴) بابو غلام قادر صاحب نقشہ نویس ” (۱۰۵) ڈاکٹر کرم الٰہی کرم صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ امرتسر (۱۰۶) ملک محمود خانصاحب پریزیڈنٹ انجمن مردان (۱۰۷) منشی محمد یوسف صاحب سکرٹری انجمن مردان (۱۰۸) مرزا امیر احمد صاحب مردان (۱۰۹) مرزا غلام قادر صاحب مردان (۱۱۰) ملک پیر بخش صاحب صوابی ” (۱۱۱) شیخ محمد بخش صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ بھنگالہ ضلع ہوشیارپور (۱۱۲) میر عابد علی شاہ صاحب تاجر کتب گوجرہ (۱۱۳) ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب چھاؤنی جالندھر (۱۱۴) شیخ غلام نبی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ کلکتہ (۱۱۵) چوہدری احمد دین صاحب مختار عدالت گوجرات (۱۱۶) بابو برکت علی صاحب کلرک محکمہ نہر گجرات (۱۱۷) ڈاکٹر عمر الدین صاحب (۱۱۸) حکیم محمد قاسم صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ لالہ موسیٰ (۱۱۹) مولوی قمر الدین صاحب گجرات (۱۲۰) خداداد خاں سکرٹری انجمن احمدیہ کراچی (۱۲۱) مولوی محمد فضل خاں صاحب چنگا بنگیاں ضلع راولپنڈی (۱۲۲) میر محمد حسین صاحب (۱۲۳) مولوی عبد القادر صاحب لدھیانہ (۱۲۴) مولوی محمود الحسن صاحب پٹیالہ (۱۲۵) میاں عبد الحق صاحب ساکن سیدوالہ ضلع لائل پور (۱۲۶) مولوی سکندر علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ تھیکنی ضلع گورداسپور (۱۲۷) چودھری نبی بخش صاحب پنشنر ہیڈ کنسٹیبل ضلع سیالکوٹ (۱۲۸) مولوی کرم داد صاحب ساکن دوالمیال ضلع جہلم (۱۲۹) شیخ مولا بخش صاحب تاجر چرم لودھراں ضلع ملتان (۱۳۰) حکیم چراغ دین صاحب جوڑہ ضلع گجرات (۱۳۱) میاں بھاگ حسین صاحب بٹالہ (۱۳۲) مولوی عمر الدین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ ہریچ ضلع جالندھر (۱۳۳) مولوی ناصر الدین صاحب اگنٹ اوچے ضلع گوجرانوالہ (۱۳۴) میاں مہر دین صاحب دوجووال ضلع امرتسر (۱۳۵) حافظ غلام حسن صاحب میٹھے وال ضلع ڈیرہ غازیخان (۱۳۶) میاں پیر محمد صاحب ماگنٹ اوچے ضلع گوجرانوالہ (۱۳۷) میاں حسن محمد صاحب پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ چانگریاں ضلع سیالکوٹ (۱۳۸) ملک مولا بخش صاحب رئیس گورالی ضلع گجرات - (۱۳۹) مولوی علی احمد صاحب راولپنڈی (۱۴۰) منشی حامد حسین خانصاحب پیشکار عدالت میرٹھ (۱۴۱) منشی محمد الدین صاحب سیاہ نویس اجنالہ ضلع امرتسر (۱۴۲) بابو محمد شفیع صاحب سب اورسیر لاہور علاقہ مردان (۱۴۳) ماسٹر نعمت اللہ صاحب گوہر ٹیچر ٹریننگ لاہور (۱۴۴) مولوی محمد عثمان صاحب مدرس ڈیرہ غازیخان (۱۴۵) بابو اکبر علی صاحب نائب ضلعدار کاہنہ کاچھا ضلع لاہور (۱۴۶) شیخ غلام نبی صاحب قایم مقام انجمن احمدیہ چکوال ضلع جہلم قایم مقام بذریعہ خط (۱۴۷) چوہدری خیر الدین صاحب احمد آباد چک ۵۵۹ گوگیرہ برانچ لائل پور (۱۴۸) فخر الدین صاحب گجرات (۱۴۹) حضرت مولانا مولوی محمد احسن فاضل امروہی قادیان (۱۵۰) حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب (۱۵۱) حضرت صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب (۱۵۲) حضرت نواب محمد علیخاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ (۱۵۳) حضرت صاحبزادہ میاں عبد الحی صاحب (۱۵۴) مرزا عزیز احمد صاحب ایم - اے - (۱۵۵) ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن (۱۵۶) ماسٹر محمد دین صاحب بی - اے سکینڈ ماسٹر ہائی سکول قادیان (۱۵۷) قاضی محمد عبد اللہ صاحب بی - اے ٹیچر ہائی سکول قادیان (۱۵۸) مولوی غلام صاحب بی اے - قادیان (۱۵۹) چوہدری غلام محمد صاحب بی - اے - سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس ہائی سکول قادیان (۱۶۰) ماسٹر مبارک علی صاحب بی - اے - بی ٹی بنگال (۱۶۱) حافظ روشن علی صاحب فاضل (۱۶۲) مولوی شیر علی صاحب بی اے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان (۱۶۳) مولوی سید عبد الستار شاہ صاحب کابلی مہاجر قادیان (۱۶۴) سید احمد نور صاحب کابلی (قادیان (۱۶۵) شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم قادیان (۱۶۶) قاضی ظہور الدین اکمل ایڈیٹر تشحیذ الاذہان (۱۶۷) شیخ محمد یوسف ایڈیٹر نور قادیان (۱۶۸) ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب سب اسسٹنٹ سرجن انچارج شفاخانہ قادیان (۱۶۹) ڈاکٹر شیخ عبد اللہ صاحب انچارج شفاخانہ دارالعلوم قادیان (۱۷۰) مفتی فضل الرحمان صاحب (۱۷۱) محمد یٰسین صاحب تاجر کتب قادیان (۱۷۲) شیخ نور الدین صاحب تاجر قادیان (۱۷۳) خانزادہ گل محمد خان صاحب اوف زیدہ (۱۷۴) منشی برکت علیخان صاحب ہیڈ کلرک دفتر محاسب (۱۷۵) منشی محمد نصیب صاحب کلرک سکرٹری قادیان (۱۷۶) منشی محمد اشرف ناظر صدر انجمن قادیان (۱۷۷) منشی محمد وزیر خانصاحب سب اورسیر قادیان (۱۷۸) منشی اکبر شاہ خانصاحب مدرس فارسی ہائی سکول قادیان (۱۷۹) ماسٹر عبد المغنی صاحب ٹیچر ہائی سکول قادیان (۱۸۰) منشی نور احمد صاحب کلرک فوڈ میگزین (۱۸۱) قاضی عبد الرحیم صاحب انچارج دفتر تعمیرات صدر انجمن احمدیہ قادیان (۱۸۲) وزیر محمد خانصاحب قایم مقام بذریعہ خط انجمن احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی (۱۸۳) ماسٹر عبد الرحیم صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان (۱۸۴) شیخ غلام احمد صاحب واعظ قادیان (۱۸۵) حاجی حافظ احمد اللہ خانصاحب قادیان -
(۱۸۶) مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل قادیان (۱۸۷) مولانا مولوی محمد الحی صاحب قادیان (۱۸۸) مولانا مولوی غلام نبی صاحب مولوی عالم قادیان (۱۸۹) مرزا خدا بخش مصنف عسل مصفےٰ (۱۹۰) صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحب لدھیانوی -

خلیفۃ المسیح اور صدر انجمن

پیغام نے بالکل غلط اور خیالی باتوں کی بنا پر باوجودیکہ اس کے کارکنوں میں بلکہ لکھنے والوں میں انجمن کے ممبر ہیں یہ سوال اٹھانے میں جلد بازی کی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح نذور کا روپیہ بھی نہیں لیتے تھے۔ اس بحث کے اُٹھانے سے جو غرض ہے وہ ظاہر ہے اس غلط بیانی کیلئے معزز ہمعصر الفضل نے منشی محمد اشرف صاحب جیسے ثقہ - متدین اور امین - اہلکار انجمن کی شہادت شایع کی ہے اب میں انجمن کے ایک کارکن اور مسلّم امین کارکن منشی برکت علیخان صاحب کی ایک شہادت پیش کرتا ہوں - کیا احمدی قوم ان بزرگان قوم سے جو اپنی خیالی قربانیوں کا شور مچاتے ہوئے نہیں تھکتے دریافت کرے گی کہ اس گھڑنت سے ان کے تقویٰ اور خدا ترسی میں کسقدر ترقی ہوئی ہے؟ اور کیا وہ اس قسم کی باتوں سے کامیاب ہوسکیں گے؟ - (ایڈیٹر)

(مُصدّقہ شہادت)

میں نے نومبر ۱۹۱۲ء سے دفتر محاسب کا چارج لیا ہے اس سے پہلے بھی میں اس دفتر میں کئی دفعہ سیکنڈ کلرک کے عہدہ پر کام کرتا رہا ہوں - جب سے میں ہیڈ کلرک دفتر محاسب کا چارج لیا ہے -

اس وقت سے حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی تک ہیں یہ شہادت بڑے زور سے دیتا ہوں کہ حضرت صاحب کے واسطے جو رقم بطور نذرانہ آتی یا ایسی رقم کہ حضور جہاں چاہیں خرچ فرمادیں لیتے رہے ہیں- اور نذرانہ یا جہاں چاہیں والی کی کوئی رقم بھی حضور نے دفتر محاسب میں داخل خزانہ نہیں فرمائی- پیغام صلح ع۱۱۱- مورخہ ۱۵- اپریل ۱۹۱۴ء میں ایک مضمون بعنوان "علامہ نور الدین صاحب مرحوم ومغفور اور صدر انجمن احمدیہ قادیان" میں لکھا گیا ہے- کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایسی رقوم کو جو نذرانہ کے طور پر حضور کی خدمت میں آئیں- داخل صدر انجمن احمدیہ فرماتے رہے ہیں- بلکہ **اس میں سے ایک پیسہ یا کوڑی بھی آپ نے لینا گوارا نہیں کیا!"**

یہ بات لائق ایڈیٹر صاحب نے محض غلط لکھی ہے- بلکہ رجسٹرات دفتر محاسب سے یہ بات پورے طور پر ثابت ہے کہ جو رقوم نذرانہ کی حضور کی خدمت میں جاتی رہی ہیں وہ حضور وصول فرماتے رہے ہیں- اور رجسٹروں پر حضور کے دستخط موجود ہیں- اور خود اس رقوم کو وصول فرما کر دستخط ثبت فرماتے رہے ہیں- اور ایسی رقوم کو حضور نے داخل خزانہ کرنے کے واسطے عطا نہیں فرمایا- البتہ ۲۴ جنوری ۱۹۱۴ء کے بعد حضور ایسی رقوم پر جو میں نذرانہ کی حضور کے واسطے ارسال کرتا رہا ہوں- خود دست مبارک سے رجسٹر پر دستخط نہیں فرما سکے بلکہ اس تاریخ کے بعد اکثر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب یا مولوی محمد علی صاحب کی گواہی ان الفاظ میں اکثر جگہ ہے "کہ **حضرت صاحب کو روپے پہونچ گئے"** اگر ایڈیٹر صاحب پیغام اس بیان میں راستی پر ہیں- کہ حضرت خلیفۃ المسیح نذرانہ کا روپیہ انجمن میں داخل فرماتے رہے ہیں تو وہ براہ کرم ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کا تحریری بیان حلفیہ بیان لیکر شایع فرماویں کہ ۲۴ جنوری ۱۹۱۴ء سے جو رقوم ڈاکٹر صاحب اور مولوی صاحب کی معرفت حضرت صاحب کی خدمت میں وصول ہوئی تھیں وہ حضرت صاحب نے داخل کرادی تھیں- اور اس کی رسید پیش فرمادیں- یعنے ۲۴ جنوری ۱۹۱۴ء کے بعد اور اس سے پہلے کا کوئی ثبوت پیش فرمادیں اگر ایڈیٹر صاحب پیغام صلح ان ہر دو صاحبان کا بیان شایع نہ فرماویں- تو یہ بات صاف ہو جاتی ہے- کہ نذرانہ کا روپیہ جو حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں وصول ہوتا رہا ہے- وہ آپ صدر **انجمن احمدیہ میں داخل فرماتے رہے ہیں اسمیں سے ایک پیسہ یا کوڑی تک بھی آپ نے لینا گوارا نہیں کیا کہانتک درست ہے**- انشاء اللہ تعالےٰ ہرگز ہرگز ایڈیٹر صاحب پیغام صلح اس بات پر قادر نہیں ہو سکتے کہ وہ ڈاکٹر مرزا صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کا بیان حلفیہ لیکر اس بات کے ثبوت میں کہ حضرت صاحب کو جو رقوم نذرانہ کی ۲۴ جنوری ۱۹۱۴ء کے بعد وصول ہوئی تھیں- وہ داخل صدر انجمن احمدیہ کی تھیں- پیش کریں- ایڈیٹر صاحب پیغام صلح اگر ان کا بیان شایع نہ کریں- اور انشاء اللہ تعالیٰ ہرگز نہ شایع فرماویں گے- تو وہ کوئی تحریری ثبوت اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں؟ کہ جس سے یہ ثابت ہو جاوے- کہ حضرت صاحب نذرانہ کی رقوم داخل فرماتے رہے ہیں- یہ میں نے اس واسطے لکھا ہے- کہ ۲۴- جنوری ۱۹۱۴ء کے بعد حضور خود رقوم نذرانہ وصول نہیں کر سکے کیونکہ جیسا کہ پہلے لکھ چکا ہوں ضعف بہت تھا- پس اگر ایڈیٹر صاحب ان ہر دو کا بیان تحریری شایع نہ فرماویں؟ ع

ندارد کسی با تو ناگفتہ کار + ولیکن چو گفتی دلیلش بیار؟

تو پیغام میں محض دہوکا دینے اور قوم کو غلط راہ پر ڈالنے کی خود غرضانہ کارروائی سے کیا فائدہ؟- اور واقعات کو غلط پیش کرنے سے کیا حاصل؟ کیا یہی راہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح نے تقویٰ کا آپ لوگوں کو بتایا ہے- اللہ تعالےٰ سے ڈرو تا جزا پاؤ-

آخر میں میں اس بات کی شہادت حلفیہ دیتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح نذر کی رقم بلکہ اکثر ایسی رقوم بھی جنکی نسبت یہ لکھا ہو کہ حضور جہاں چاہیں خرچ فرماویں- داخل خزانہ نہیں فرماتے تھے- بلکہ جہاں حضور کا منشا ہوتا تھا خرچ فرماتے تھے- آپ کو پورا اختیار رہتا کہ ایسی رقوم کو جہاں چاہتے تھے × × × × صرف فرماتے تھے!

امید کہ آئندہ پیغام ایسی بات شایع نہ کریگا جو کچی ہو- اور واقعات کے بالکل خلاف ہو

(خاکسار برکت علیخان ہیڈ کلرک دفتر محاسب قادیان)

جناب مولوی محمد علی صاحب بالقابہ کیخدمت میں نیاز نامہ

نمبر (اوّل)

روٹھے ہوئے مولٰنا! وہ زمانہ آپ کو خوب یاد ہوگا جب آپ میرے بعد قادیان میں تشریف لائے- ان گذری ہوئی صحبتوں کی یاد بعض وقت عجیب مسرت و غم کے توام اثرات قلب پر پیدا کرتی ہے- مجھے آپ سے ہمیشہ خدا کی رضا کیلئے محبت رہی ہے اور اس کا ثبوت آج یہ ملتا ہے کہ آپ کے محسن و بزرگ میری تحریروں کو آپ کیلئے سند کے رنگ میں پیش کرتے ہیں:-

مولانا مجھے آپ معاف فرماویں کہ میں نے حاملان پیغام کو جو آپکی جوتی کا تسمہ بھی کھولنے کے قابل نہیں آپ کا محسن بزرگ کہدیا- اس کیوجہ تو صاف ہے کہ اب آپ کو جو خطابات اور مدایح مل رہے ہیں یا سی بہر کار ہیں مل رہے ہیں اور مسیح موعود علیہ السلام کے آستانہ اور پیارے وطن کو چھوڑ کر دوسری ہجرت آپنے انہیں بزرگوں کے قدموں میں رہنے کیلئے کی ہے!

مولانا آپ خواہ برا منائیں میں تو آخر آپ کا نیاز مند ہوں- یہ ترقی آپ کی ترقی معکوس ہے- قادیان کی پاک سرزمین کے مقابلہ میں لاہور کی گندی نالیوں کی متعفن ہوا کیا درجہ رکھ سکتی ہے مگر آپنے معلوم نہیں آخر کچھ تو سمجھ ہی کر ترجیح دی ہوگی- لوگ کہتے ہیں کہ آپنے وہاں کی ہجرت کی ہے مگر میں تو سمجھتا ہوں یہ چند روزہ بات ہے!-

مولانا! آپ کے بزرگ مگر اب آپ کو امام سمجھنے والے حاملان پیغام ایک بڑی بھاری غلطی کر رہے ہیں- چونکہ وہ آپ کے اثر کے نیچے ہیں- اس لئے ان کو منع کر دیں کہ وہ اس قسم کی غلطیاں نہ کریں یہ آپ کی شان کو بٹہ لگانے والی ہیں- میں بہ حیثیت ایک پکا صادق دوست ہونیکے گوارا نہیں کرتا- انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے پرانے اشتہارات میں سے وہ مقامات درج کرنے شروع کئے ہیں- جہاں حضرت مسیح موعود نے آپ کی **موجود الوقت** حالت کا حسن ظنی سے نقشہ کھینچا ہے- بھلا کس کو اس سے انکار ہے- حضرت مہدی کی تحریروں کے سامنے ہمارا سر جھکا ہوا ہے- پیچ ہے کہ ۹- اگست ۱۸۹۹ء کے اشتہار میں جو آپ کی شادی کیلئے ہمارے سید و مولا آقا نے دیا تھا- آپکی نسبت لکھا کہ **غریب طبع- باحیا- نیک اندرون- پرہیزگار آدمی ہے وغیرہ-**

مگر مولانا! پیغام کے حامل نہیں سمجھتے کہ ان شہادتوں کے پیش کرنے سے وہ آپ پر حملہ کر رہے ہیں- کیونکہ ایک شخص کہتا ہے کہ ازالہ اوہام میں ڈاکٹر عبد الحکیم خان کی نسبت آپ سے بھی سات آٹھ سال پہلے حضرت مسیح موعود نے لکھا تھا کہ "جوان صالح ہے علامات سعادت و رشد ان کے چہرہ سے نمایاں ہیں- زیرک اور فہیم آدمی ہے- انگریزی زبان میں عمدہ مہارت رکھتے ہیں- میں امید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کئی خدمات اسلام ان کے ہاتھ سے پوری کرے"!

ایسا ہی منشی غلام قادر فصیح اور میر عباس علی صاحب کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے آپ کو معلوم ہے- اب آپ ہی بتائیں اس مقابلہ میں آپ کو وہ عبد الحکیم ڈاکٹر کے ساتھ کھڑا کریں گے؟

حاملان پیغام اس نکتہ کو سمجھتے ہیں وقتی حالات پر ایک فتویٰ حسن ظن کی راہ سے ہوتا ہے- میں جب تک آپ کے تدبر و پولیٹکس سے واقف نہ تھا- اس وقت تک آپکو ایک اور نظر سے دیکھتا تھا لیکن جب آپ نے **اعلان ضروری** کیا تو مجھے اقرار کرنا پڑا- کہ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ نے آجکل کے پولیٹکس کی جو تشریح کی تھی اس کے ایک حصہ میں آپ کسی پولیٹشین سے پیچھے نہیں- کیونکہ یہ ہر شخص کا کام نہیں کہ وہ اپنے آقا اور امام کی وصیت کو پڑھ کر لوگوں کو سنا کر ایک شخص کی مخالفت کیلئے پمفلٹ لکھکر رکھ چھوڑے اور اپنے تقوی اور دیانت سے ناجائز فایدہ اٹھا کر ریویو آف ریلیجنز کے خریداروں کی چٹیں جو انجمن کا مال تھا لاہور پہونچا دے اور عین وفات کے دن ان کو شایع کرے میں تو آپ کی اس دانشمندی اور تقوی پر قربان ہوں-

مولانا! پھر یہ کیا کم تدبر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ تحریریں جو شان نزول میں یہ خاکسار برابر کا حقدار تھا- مگر اس کے فایدے سے پورا محروم ہے آپ نے انجمن کا مال سمجھ کر ہی اپنے قابو میں رکھی- اور انجمن کی اجازت کے بغیر اسکا فوٹو بھی شایع کر دیا- اور پھر کیا یہ کم دانشمندی ہے کہ انجمن کے ملازم ہو کر بلا اجازت انجمن قادیان سے چلے گئے یہ پیغام ہی کہتا ہے میرا خیال تو نہیں کہ آپ تقویٰ اور دیانت کے اصولوں کو مد نظر نہ رکھیں- مولانا مجھے بہت رنج ہوتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ پیغام والے ایسی غلط بیانیاں کرتے ہیں- جنکا اثر آپ کی ذات پر پڑتا ہے یہ بار بار آپ کی قربانی کا ذکر کرتے ہیں آپ کو تو خوب معلوم ہے کہ آپ نے کیا قربانی کی ہے اور قوم نے آپکی کسقدر تکریم کی- اور خاندان نبوۃ نے آپ پر کسقدر احسان کئے؟

مولانا صاحب بھلا آپ ہی انصاف سے کہیں کہ آپ کی قربانی اور لالہ اچھل صاحب کی قربانی میں کیا نسبت ہے؟ مجھے یقین ہے کہ آپ اس مسئلہ پر یا تو روشنی ڈالیں گے اور یا آئندہ ان کو منع کر دیں گے کہ وہ آپ کی قربانیوں کی بحث نہ کریں؟- اور یہ بالکل امر واقعہ ہے کہ ہر شخص جو یہاں آتا ہے- کچھ قربانی کر کے ہی آتا ہے- لیکن کیا وہ اسلئے قربانی کرتا ہے کہ لوگ اس کی تعریف کرتے رہا کریں؟ اس قربانی کی بحث کو چھوڑ دینا چاہیئے- ہماری ان قربانیوں کے مقابلہ میں تو دیو سماج والوں کی قربانیاں بہت اچھی ہیں؟ اور اگر آپ بھی کوئی قیمت قربانی کی سمجھتے ہیں تو ظاہر کریں؟